www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مبشر علی زیدی

100 لفظوں کی کہانی

جنگ میں شائع ہونے والی کہانیوں کا انتخاب

urdukutabkhanapk.blogspot

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

100 لفظوں کی کہانی

مبشر علی زیدی

mubashirzaidi@hotmail.com
facebook.com/100-Lafzon-ki-Kahani

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت: نومبر ۲۰۱۵ء
آئی ایس بی این: 978-969-568-131-2
سرورق: سعید ابراہیم
طباعت: اے جی پرنٹنگ سروسز، کراچی
قیمت: 250 روپے

بی۔ ۱۵۵، بلاک ۵، گلشن اقبال، کراچی۔
info@scheherzade.com

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مکالمہ

ایک دن میں نے اُن فرشتوں سے،
جو میرے کندھوں پر بیٹھے رہتے ہیں،
کہا کہ میں کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔
وہ ایک دوسرے سے مشورہ کر کے نیچے اُتر آئے۔
''میں بھی آپ دونوں کی طرح رائٹر ہوں۔'' میں نے بتایا۔
''ہاں، ہم جانتے ہیں۔'' ایک نے سر ہلایا۔
''میں بہت سی کہانیاں لکھ چکا ہوں۔'' میں نے کہا،
''میں اپنی زندگی کی کہانی بھی خود لکھنا چاہتا ہوں۔''
دونوں نے دوبارہ سر جوڑ کے مشورہ کیا۔
پھر دوسرے نے کہا،
''کہانی کا پلاٹ بدلنے کی اجازت نہیں ہے،
لیکن اگر تم چاہو تو اپنے مکالمے بہتر بنا سکتے ہو۔''

14 ستمبر 2015

مکان

''میں نے تین منزلہ مکان اِس لیے بنایا تھا
کہ میرے بچے ہمیشہ ایک ساتھ رہیں۔''
بابا اکثر یہ بات کہتے تھے۔
لیکن اُن کا انتقال ہوتے ہی ہم نے مکان بیچنے کا فیصلہ کیا۔
نہ ہم تینوں بھائی ایک ساتھ رہ سکتے تھے، نہ ہماری بیویاں۔
اخبار میں اشتہار دیکھ کر کئی خواہش مند آئے۔
ایک صاحب سے معاملہ طے پا گیا۔
میں نے اُن سے بیعانہ لے کر پوچھا،
''آپ کو یہ مکان کیوں پسند آیا؟''
''میرے تین بیٹے ہیں۔'' انھوں نے بتایا،
''میں تین منزلہ مکان اِس لیے خریدنا چاہتا ہوں
کہ میرے بچے ہمیشہ ایک ساتھ رہیں۔''

9 جولائی 2014

www. bookmaza. com

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بہانہ

''امّی! کیا شبِ برات پر قبرستان جانا چاہیے؟''

میں نے پوچھا۔

امّی کچھ دیر سوچتی رہیں کہ کیا جواب دیں۔

پھر انھوں نے سر کو جنبش دی۔

''امّی! کیا شبِ برات پر قبروں پر جا کر فاتحہ پڑھنی چاہیے۔''

انھوں نے پھر سر ہلایا،

''امّی! کیا شبِ برات پر شمعوں کو روشن کرنا چاہیے؟''

امّی نے پھر اثبات میں جواب دیا۔

''لیکن امّی! مولانا صاحب تو منع کرتے ہیں۔''

امّی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

واپس قبر میں اُترتے ہوئے بولیں،

''بیٹے! مولانا صاحب ٹھیک کہتے ہوں گے۔

لیکن اِس بہانے بچوں کو مری ہوئی ماں کی یاد تو آ جاتی ہے۔''

2 جون 2015

مبشر زیدی کی کہانچیاں

وسعت اللہ خان

کاش میں کوئی پیشہ ور نقاد ہوتا تو مبشر زیدی پر لکھنا کس قدر آسان ہو جاتا۔ بلکہ لکھتا ہی کیوں؟ کسی بھی پشم پیلی بھیتی پر پڑھے ہوئے مقالے میں سے دو تین پیرے الگ کر کے اس پر مبشر کا نام لکھتا اور حوالے کر دیتا۔ وہ بھی خوش، میں بھی خوش۔

مگر جن معنوں میں یہ فقیر نقاد نہیں، انھیں معنوں میں مبشر بھی لکھاری نہیں۔ بھلا وہ بھی کیا لکھاری ہوا کہ قاری کی داڑھ تک گیلی نہیں ہوئی اور کہانی ختم۔

پر کیا کیا جائے کہ یہ نینوٹیکنولوجی کا زمانہ ہے۔ پہلے جو کمپیوٹر ایک پورے ہال کی جگہ گھیرتا تھا، اب اتنی ہی طاقت کا کمپیوٹر آپ کے موبائل فون میں فِٹ ہے۔ اس ناتے اردو لٹریچر میں شارٹ اسٹوری کو نینوٹیکنولوجی کے رندے سے چھیل کے 100 لفظوں کے فریم میں سمو دینے تک کے سفر میں مبشر یقیناً ایک جیتا جاگتا سنگِ میل ہے۔ ویسے بھی جب کرکٹ ٹیسٹ میچ تماشائیوں کی دلچسپی کھوئے بغیر ون ڈے میں اور ون ڈے، ٹوینٹی ٹوینٹی میں بدل سکتا ہے تو پھر ادب کے سنجیدہ قاری کو 100 لفظوں کی صنف کیوں نہ متاثر کرے۔

یہ ساشے کا دور ہے اور اِس زمانے میں اگر ادب کے جلد باز قاری کو ناواقفیت کی وبا سے نجات دلانا ہے تو موٹے موٹے ناول یا بیس بیس صفحات کے افسانے شاید اب بطور معجون نہ

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

چل پائیں۔مگر یہ راز صرف نئی نسل کا لکھاری ہی جان سکتا ہے اور اِس نسل کا مبشر سے بہتر جان کار کون ہوگا؟

میں نے بہت کوشش کی کہ اِس تحریر کو 100 لفظوں میں مکمل کرسکوں مگر نہیں کر پایا۔اگر مبشر مجھے اِس رقصِ تخلیق کے چند اسٹیپ سکھادے تو کیا ہی بات ہے۔

خوش رہو مبشر اور خوش رہیں تمھارے پڑھنے والے۔مگر ڈرتے رہنا اُس گھڑی سے جب کوئی 50 لفظوں میں موثر انداز میں پوری کہانی بیان کرنے والا آ گیا۔تب تم بھی ہماری طرح حیران ہوجاؤ گے کہ یہ کیسے ہوجاتا ہے۔

www. bookmaza. com

کہانیوں کی کہانی

خانیوال شہر میں پہلا ٹی وی سیٹ 1978 میں بابا لائے تھے۔ میں نے ابھی اسکول جانا شروع نہیں کیا تھا۔ میں ٹی وی دیکھ دیکھ کر حیران ہوتا رہتا تھا کہ اِس ڈبے میں اِتنے بہت سے لوگ کیسے گھس گئے۔ میں خود بھی اُس کے اندر گھسنا چاہتا تھا۔آخر ایک دن میں نے پیچ کش اٹھا کر ٹی وی کھول ڈالا۔اندر سے کوئی پوپائے دی سیلر یا مکی ماؤس نہیں نکلا۔کتنی مار پڑی، یہ نہیں بتاؤں گا۔پچیس سال بعد کسی نہ کسی طرح ٹی وی میں گھس ہی گیا۔ اِن دنوں جیو میں بطور نیوز پروڈیوسر کام کررہا ہوں۔

کیا آپ کو اندازہ ہوا کہ اس سطر سے پہلے آپ سولفظوں کی ایک کہانی پڑھ چکے ہیں؟

ہوسکتا ہے کہ یہ کہانی آپ کو اچھی نہ لگی ہو لیکن سولفظوں کی یہی وہ کہانی ہے جس کی وجہ سے آپ سو کہانیوں کی یہ کتاب لیے بیٹھے ہیں۔

اگر میں ٹی وی پروڈیوسر نہ ہوتا تو شاید مجھے ان کہانیوں کا خیال نہ آتا۔ مجھے روزانہ اپنے خبرنامے کے لیے ایک ایک لمحے اور ایک ایک لفظ کا حساب کرنا پڑتا ہے۔اس حساب کتاب نے مجھے اس کتاب تک پہنچادیا۔

''مبشر بھائی! لیڈ اسٹوری کتنے دورانیے کی چاہیے؟'' ایسوسی ایٹ پروڈیوسر پوچھتا ہے۔

''نوے سیکنڈ کی۔'' میں اسے بتاتا ہوں۔

''کرکٹ میچ کی رپورٹ کا کیا کروں؟'' اسپورٹس ایڈیٹر سوال کرتا ہے۔

''پچاس سیکنڈ میں نمٹادیں۔'' میں بغیر دیکھے جواب دیتا ہوں۔

''نئی فلم کا ٹریلر جاری ہوا ہے۔'' انٹرٹینمنٹ ڈیسک سے فون آتا ہے۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

''چالیس سیکنڈ کافی ہیں۔'' میں فیصلہ سناتا ہوں۔

یہ ہے میرا روز کا کام۔ بارہ سال سے ٹیلی وژن نیوز روم میں بیٹھا ہوں۔ یہاں خبر کا دورانیہ اس کی اہمیت اور ناظرین کی دل چسپی کا اندازہ لگا کر طے کیا جاتا ہے۔

بلیٹن اِن چارج ہوں، اس لیے اکثر دوسروں سے کام لیتا ہوں۔ لیکن کبھی کبھی سب ہار مان جاتے ہیں۔ کوشش کے باوجود کسی نیوز اسٹوری کا پیٹ پھولا رہ جاتا ہے۔ پھر میں اپنا نشتر نکالتا ہوں اور سفاکی سے متن میں سے رسولی نکال پھینکتا ہوں۔ اگر میں ایسا نہیں کروں گا تو خبریں پڑھنے والے کا سانس پھول جائے گا۔ وہ بار بار اٹکے گا۔ اس کا نام خراب ہوگا، میرا کام خراب ہوگا۔

سیکنڈ گن کر نیوز اسٹوری لکھنے کے کام نے مجھے لفظ گن کر کہانی لکھنے کی جانب راغب کیا۔

کہانیاں گھڑنا تو آتی تھیں لیکن مخصوص تعداد میں لفظوں کی قید لگا کر کہانی لکھنے کے خیال نے مجھے پُرجوش کر دیا۔ جیسے کسی متشاعر کو مصرعہ طرح دے دیا جائے۔

جلد یہ جان کر جوش ٹھنڈا پڑ گیا کہ لفظ گن کر کہانی لکھنا کوئی نیا کام نہیں۔ امریکا اور یورپ میں بہت سال سے ایسی کہانیاں لکھی جا رہی ہیں۔

70ء کی دہائی میں برطانیہ کے مقبول کامیڈی گروپ مونٹی پائی تھون کے ٹی وی پروگراموں کی کتاب شائع ہوئی تو اس میں ایک ورڈ گیم متعارف کرایا گیا جس کا نام ڈریبل تھا۔ ڈریبل کی بازی وہ فن کار جیت سکتا تھا جو سب سے پہلے ایک ناول لکھ ڈالتا۔

ایک نشست میں ناول فقط قصے کہانیوں میں لکھے جا سکتے ہیں۔ برمنگھم یونیورسٹی میں 80ء کی دہائی میں ڈریبل کے کھیل کا حقیقت میں آغاز کیا گیا تو شرط یہ رکھی گئی کہ ناول نہیں افسانہ لکھنا ہے اور کم نہ زیادہ، پورے سو لفظ استعمال کرنے ہیں۔

برمنگھم یونیورسٹی کی سائنس فکشن سوسائٹی کے ارکان یہ کھیل کھیلتے رہے، یہاں تک کہ ایک فلاحی مقصد کے لیے چندہ جمع کرنے کا ایک موقع آیا۔ ان لوگوں نے سوچا کہ سو ادیبوں سے سو سو لفظوں کی سو کہانیاں لکھواتے ہیں اور ایک کتاب چھاپ دیتے ہیں۔ پیسے جمع ہو جائیں گے۔

اس طرح ڈریبل پروجیکٹ کے نام سے 1988ء میں پہلی کتاب چھپی۔ دو سال بعد ڈبل سنچری اور 1993ء میں ڈریبل ہو کے نام سے دو اور کتابیں شائع ہوئیں۔ خاص بات یہ ہے کہ

یہ کتابیں صرف ایک ایک ہزار کی تعداد میں شائع کی گئیں اور پبلشروں کا دوبارہ انھیں چھاپنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ یوں یہ کتابیں ایک طرف تو فلیش فکشن کی تاریخ میں انتہائی اہمیت رکھتی ہیں اور دوسری جانب ان کی کاپیاں نایاب ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ قدر و قیمت کی حامل ہوگئی ہیں۔ اتفاق سے میرے پاس تینوں کتابیں ہیں۔

سو لفظوں کی طرح پچاس لفظوں کی کہانی نے بھی برطانیہ میں جنم لیا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ ڈریبل سے بھی پہلے وجود میں آ گئی ہو۔ سائنس فکشن لکھنے والے برائن آلڈس نے روزنامہ ٹیلی گراف کو 1982ء میں تجویز پیش کی کہ پچاس لفظوں کی کہانیاں لکھنے کا ایک مقابلہ کرواتے ہیں۔ انھوں نے اس کا نام منی ساگا رکھا۔ اس اعلان پر انھیں پچاس پچاس لفظوں کی پینتیس ہزار کہانیاں بھیجی گئیں۔ تین سال بعد دوسرے مقابلے کے لیے پچاس ہزار کہانیاں آئیں۔ جہاں تک میں کھوج لگا سکا ہوں، برائن آلڈس نے چھ مقابلے کروائے اور پانچ کا انتخاب چھاپا۔ یہ پانچوں میری لائبریری میں موجود ہیں۔ منی ساگا اب برطانیہ میں بہت مقبول صنف ہے اور ہر علاقے اور بہت سے اسکولوں میں منی ساگا لکھنے کے مقابلے کروائے جاتے ہیں۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ جن دنوں برطانیہ میں پچاس اور سو لفظوں کی کہانیاں لکھنے کا آغاز ہو رہا تھا، انھیں دنوں امریکا میں ایک ادیب اور صحافی اسٹیو موس پچپن لفظوں کی کہانیاں لکھوا رہے تھے۔ 1987ء میں انھوں نے اپنے اخبار میں ایک مقابلے کا اعلان کیا جس میں لکھنے والوں سے کہا گیا تھا کہ پچپن یا اس سے کم لفظوں میں کوئی قصہ کہہ کر دکھائیں۔

بہت سے لوگوں نے اسٹیو موس سے پوچھا کہ کیا وہ ایک یا دو صفر لگانا بھول گئے ہیں؟ اسٹیو موس نے اصرار کیا کہ وہ پچپن الفاظ سے زیادہ کی ایک بھی کہانی نہیں پڑھیں گے۔

اسٹیو موس کو اتنی زیادہ اور ایسی ایسی شان دار کہانیاں ملیں کہ بعد میں انھوں نے تین انتخاب چھاپے۔ یہ تینوں کتابیں میں بک شیلف میں نہیں، اپنے سرہانے رکھتا ہوں۔

کھیل ہی کھیل میں جو کام شروع ہوا اب وہ نہایت سنجیدگی سے کیا جا رہا ہے اور مغرب میں بہت مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ مقبول ہونے کی وجہ سب جانتے ہیں۔ اس عہد میں لوگوں کے پاس فرصت کم ہے۔ کچھ فرصت ہے تو وہ ٹیلی وژن اور انٹرنیٹ کی نذر ہو جاتی ہے۔ ناول اور طویل

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کہانیوں کے قاری کم ہوگئے ہیں۔ ان حالات میں سو پچاس لفظوں کی کہانیاں بہت کشش رکھتی ہیں۔ آپ سفر کررہے ہوں، کہیں کسی کا انتظار کر رہے ہوں، فلم کا انٹرویل ہو، ٹی وی ڈرامے کا وقفہ ہو، کرکٹ میچ میں بارش ہوجائے، کہیں بھی آپ کو چند منٹ مل جائیں، ایک کہانی شروع کریں اور وہ آپ کی کولڈ ڈرنک ختم ہونے سے پہلے ختم ہوجائے گی۔ ان کہانیوں کو لکھنے کا جواز یہ ہے کہ ان کی وجہ سے قاری کے پاس کہانی نہ پڑھنے کا کوئی جواز نہیں۔

مختصر کہانیاں لکھنے کی تکنیک پر بات کرنے سے پہلے ان کی طوالت کا حساب کرنا بہت ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ فلیش فکشن کیا ہوتا ہے۔

اگرچہ سو اور پچپن لفظوں کی کہانیاں 80ء کی دہائی سے لکھی جارہی تھیں لیکن فلیش فکشن کی اصطلاح غالباً سب سے پہلے 1992ء میں وضع کی گئی۔ اس نام سے کہانیوں کا ایک مجموعہ جیمز تھامس نے مرتب کیا تھا اور حد یہ باندھی تھی کہ ہر کہانی دو صفحات میں مکمل ہوگی۔

فلیش فکشن کا عنوان مقبول ہوگیا لیکن دوسرے ادیب اس ایک نام پر بس کرنے کے بجائے نئے نئے نام گھڑنے لگے۔ سڈن فکشن، شارٹ شارٹ، پوسٹ کارڈ فکشن، اسموک فکشن، مائیکرو فکشن اور نہ جانے کون کون سا فکشن۔

پاکستان ہندوستان تو چھوڑیں، امریکا اور یورپ میں بھی بہت سے لوگ فلیش فکشن، سڈن فکشن اور مائیکرو فکشن میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ صرف سمجھ کا پھیر ہو لیکن رفتہ رفتہ کتابیں مرتب کرنے والوں نے کچھ تخصیص کردی ہے۔ جو داستان دو ہزار الفاظ کے اندر ختم ہوجاتی ہے، اسے سڈن فکشن گردانا جاتا ہے۔ جو قصہ ساڑھے سات سو الفاظ میں پورا ہوجائے اسے فلیش فکشن تسلیم کرلیا جاتا ہے۔ جو کہانی زیادہ سے زیادہ ڈھائی سو الفاظ کی شرط لگا کر لکھی اور لکھوائی جاتی ہے اسے مائیکرو فکشن مان لیا جاتا ہے۔ سو لفظوں کے جال میں جکڑی جانے والی مچھلی کو ڈریبل کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ پچاس لفظوں کے پھندے میں آجانے والے شکار کو ڈرِبل کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ نہ سمجھیں کہ بات ختم ہوگئی۔ سمندر پار بڑے بڑے فن کار پڑے ہیں جو نئے سے نیا کام کررہے ہیں۔ ایک صاحب ہیں شون ہل جو ٹوئیٹر پر کہانیاں لکھتے ہیں۔ ٹوئیٹر ایک سماجی

www. bookmaza. com

ویب سائٹ ہے جہاں پابندی ہے کہ جو کچھ کہنا ہے صرف 140 حروف میں کہنا ہے۔ فل اسٹاپ، کوما اور اسپیس یعنی خالی جگہ کو بھی حرف مانا جاتا ہے۔ اب اندازہ لگائیں کہ شون ہل کیا کارنامے کرتے ہیں۔ ان کے ایک کتاب میرے پاس ہے جس کا نام ویری شارٹ اسٹوریز ہے۔

یہی حال امریکی مصور لوپیچ کا ہے جو فیس بک پر کہانیاں بھی لکھتے ہیں۔ جب انھوں نے لکھنا شروع کیا تو اس وقت فیس بک پر 420 حروف کی پابندی تھی۔ لوپیچ نے بہت سی کہانیاں لکھیں اور بعد میں انھیں جمع کرکے ایک کتاب چھاپ دی۔ اس کا نام بھی فورٹوئینٹی کیریکٹر رکھا۔

لوگوں سے ابھی فلیش فکشن اور سڈن فکشن ہی ہضم نہیں ہورہا تھا کہ رابرٹ اسوارٹ ووڈ نے سو اور پچپن لفظوں کی کہانیوں کو انتہائی طویل قرار دے دیا۔ انھوں نے صرف پچیس لفظوں کی کہانیوں کے مقابلے کروائے اور اس کے بعد ان کا انتخاب ہنٹ فکشن کے نام سے شائع کیا۔

میری لائبریری میں صرف چھ لفظوں کی کہانیوں کی بھی چھ کتابیں ہیں۔

اتنا کچھ گنوانے کے بعد میں بتاسکتا ہوں کہ مغرب میں لکھنے والے کہانی لکھ کر اسے کسی خانے میں نہیں رکھتے۔ لکھنے والا یہ طے کرکے لکھتا ہے کہ اسے پوری کہانی کتنے الفاظ میں مکمل کرنی ہے۔ اگر خود سے پچپن لفظوں کا وعدہ کیا ہے تو یہ وعدہ پورا کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں کہ الفاظ کچھ بڑھ گئے تو اسے کھینچ تان کے ڈریبل بنادیا۔ جی نہیں، بلکہ اکثر ایک صنف کا ادیب دوسری صنف کو ہاتھ نہیں لگاتا۔

انتہائی مختصر لکھنے والوں میں ایک بڑا نام امریکی ادیبہ لیڈیا ڈیوس کا ہے جن کے بہت سے افسانے ایک ڈیڑھ صفحے میں ختم ہوجاتے ہیں۔ انھوں نے چند سطروں کی کہانیاں بھی لکھی ہیں۔ اس کے باوجود ان کی کہانیوں کے آٹھ مجموعے شائع ہوئے ہیں اور سب کو قبولیت ملی ہے۔ لیڈیا ڈیوس کو 2013 میں مین بکر انٹرنیشنل ایوارڈ سے نوازا گیا ہے جو ان کے کمال کا اعتراف ہے۔

سارے نئے فلیش فکشن اور سڈن فکشن کو گرفت میں لانا بہت مشکل ہے۔ میری دل چسپی سو لفظوں کی کہانیوں میں ہے۔ یہ اتنی مختصر نہیں ہوتیں کہ تشنگی سے تڑپتا چھوڑ دیں۔ اتنی طویل بھی نہیں ہوتیں کہ سیراب کردیں۔ صرف ایک گھونٹ ملتا ہے، کچھ پیاس باقی رہ جاتی ہے۔ تھوڑی سی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پیاس رہ جانی چاہیے تا کہ طلب گار ایک اور گھونٹ مانگے۔

ڈریبل یعنی سولفظوں کی کہانیاں لکھنے والے کے لیے سب سے بڑی پابندی لفظوں کی حد ہوتی ہے۔ کہانی کا عنوان کبھی اس حد میں شامل نہیں ہوتا۔ چند سطروں کا قصہ اسی صورت میں قاری کی داد پا سکتا ہے جب اس کی آخری سطر چونکا دے۔ اگر لکھنے والا قاری کو حیران نہ کر سکے تو پھر خطرہ ہے کہ کہانی روپ بدل کے حکایت یا نظم بن جائے گی۔

امریکا میں اس وقت حال یہ ہے کہ ہر مہینے دو تین کتابیں سامنے آ رہی ہیں۔ کچھ کاغذ پر چھپ جاتی ہیں لیکن بہت سی ایسی ہیں جو ڈالر ادا کر کے صرف کمپیوٹر پر پڑھی جا سکتی ہیں۔ آپ ڈالر نہ دینا چاہیں تو رنگ برنگی ویب سائٹیں حاضر ہیں جہاں نوع بہ نوع کہانیاں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

انگریزی میں اٹھائیس تیس سال سے لفظوں کی حد باندھ کے کہانیاں لکھی جا رہی ہیں لیکن اردو میں کم از کم مجھے کوئی ایسی کتاب نظر نہیں آئی۔ لاچار ہو کے میں نے خود ہی کوشش کی۔ سترہ کہانیاں خود گھڑیں، تراسی خیال مغربی ادیبوں کی کہانیاں سے لیے اور 2013ء میں سولفظوں کی سو کہانیوں والی کتاب نمک پارے تیار ہو گئی۔

اس کے بعد فیس بک پر روزانہ ایک کہانی لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ بہت جلد دوسری کتاب کا مواد جمع ہو گیا اور 2014ء میں شکر پارے شائع ہو گئی۔

مارچ 2014ء میں روزنامہ جنگ نے اپنے ادارتی صفحات پر سولفظوں کی کہانی روزانہ شائع کرنا شروع کی۔ اب تک ایسی ساڑھے پانچ سو کہانیاں چھپ چکی ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ہے، وہ اُن ہی کہانیوں سے انتخاب ہے۔

سولفظوں کی ان سو کہانیوں میں آٹے اور نمک کی مقدار ممکن حد تک مناسب رکھی گئی ہے۔ کسی کہانی میں سے الفاظ گھٹائیں گے تو نمک بڑھ جائے گا۔ الفاظ بڑھائیں گے تو مزہ گھٹ جائے گا۔ چکھ کے بتائیں، خیال درست ہے یا نہیں؟

www. bookmaza. com

پارہ پارہ

جگر پارے 21-30

علاج، مہربانی، فیس، عزم، احساس، رزق،
ہم سفر، ٹھنڈک، رشتے، چیمپین

آتش پارے 33-42

کیڑے، مٹھو، چھلانگ، بھوک، مزدور، بیج،
پارٹ ٹائم، انکریمنٹ، جہنمی، زندگی

ادب پارے 45-54

اُداس نسلیں، ادیب، موڈی، غنڈا، کتابیں،
ماسٹر مائنڈ، انٹرٹینر، کتاب، فیسٹول، جھلا

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شکر پارے 129-138

گدھیّن، ڈاکو، پڑیا، قیں قیں، حلف، جن،
فِش، کومپلیمنٹری، الوداع، ولن

فن پارے 141-148

کہانی کیسے لکھیں، گنتی کی الجھن،
مختصر ترین کہانی، اظہارِ تشکر

عشق پارے 149-160

درخت، دُھلائی، قربانی، خون،
بے خواب، ٹوبہ ٹیک سنگھ، کمان، ہدف

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں، بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اُس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
اقبال

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

علاج

میں نے ڈاکٹر کی فیس ادا کر کے نمبر لیا
اور استقبالیہ کے سامنے بیٹھ گیا۔
اُس اسپیشلسٹ کی فیس کافی زیادہ ہے۔
مریض آتے گئے، نمبر لیتے گئے۔
ایک بوڑھی عورت استقبالیہ تک پہنچی۔
اُس کی آنکھوں میں امیدوں کے دیے جل رہے تھے۔
فیس سن کر دیے بجھ گئے۔
اُس نے بیمار بیٹے سے کچھ بات کی۔
دونوں دروازے کی طرف بڑھے۔
میں نے راستہ روک کر اپنا نمبر اور رسید اُنھیں دے دی۔
مجھے کوئی بیماری نہیں۔
ہر ماہ ایک نمبر کسی مستحق مریض کو دے دیتا ہوں،
پھر پورا مہینہ کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں جانا پڑتا۔

20 مئی 2014

www. bookmaza. com

مہربانی

سورج سخت خفا تھا، آگ بگولہ ہو رہا تھا۔
میں بل بھرنے والوں کی قطار میں کھڑا تھا۔
تیز دھوپ میں لوگ جُھلسے جا رہے تھے
اور میں حیران تھا کہ گرمی کیوں نہیں لگ رہی۔
بس اسٹاپ پر آیا، وہاں بھی سائباں نہیں تھا
لیکن مجھے لگا کہ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔
بس کے مسافر پسینے میں بھیگے ہوئے تھے
لیکن میرا سفر خوش گوار رہا۔
اسٹاپ سے گھر تک سوچتا رہا،
بے رحم موسم مجھ پر کیوں مہربان ہے۔
اپنی گلی میں گھسا تو دیکھا
گھر کے دروازے پر میرا بیٹا ایک فقیر کو ٹھنڈا پانی پلا رہا تھا۔

15 مئی 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فیس

"ہمارے اسکول میں کسی بچے سے فیس نہیں لی جاتی۔"
ماسٹر صاحب نے بتایا،
"ہم غریبوں کے بچوں کو پڑھاتے ہیں، کتابیں دیتے ہیں۔"
"یہ خرچہ کون کرتا ہے؟" میں نے پوچھا۔
"چندہ آتا ہے۔"
"چندہ کون دیتا ہے؟ کوئی این جی او؟"
"ہمارے سابق طلبہ۔"
میں حیران رہ گیا، "سابق طلبہ چندہ کیوں دیتے ہیں؟"
"ہم ہر بچے سے وعدہ لیتے ہیں
کہ جب وہ پڑھ لکھ کر کمانے لگے گا
تو ہر ماہ اپنی تنخواہ کا ایک فیصد اسکول کو دے گا۔"
ماسٹر صاحب نے کہا، "قسم خدا کی،
آج تک ایک بھی بچے نے دھوکا نہیں دیا۔"

22 ستمبر 2014

عزم

"میں اقتدار میں آ کر وزیر اعظم ہاؤس کو یونیورسٹی بنا دوں گا۔"
میں نے بچپن کے دوست کے سامنے عزم ظاہر کیا۔
اُس نے میرے جذبے کی بہت تعریف کی۔
ہم اسکول کے زمانے میں ساتھ پڑھتے تھے۔
پھر میں سیاست میں آ گیا۔ وہ نہ جانے کہاں مصروف رہا۔
میں نے اُسے بتایا کہ پچاس ایکڑ اراضی پر میرے باغات ہیں۔
کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں کئی کوٹھیاں بنا چکا ہوں۔
میں نے اُس سے پوچھا، "تم نے کتنے بنگلے بنا لیے؟"
دوست نے کہا، "دو مکان بنائے تھے۔ ایک میں خود رہتا ہوں۔
دوسرا غریب بچوں کے اسکول کو عطیہ کر دیا۔"

10 دسمبر 2014

www. bookmaza. com

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

احساس

جنید نے بس اسٹاپ پر ایک لڑکے سے تین اخبارات مانگے۔
اگلے چوراہے پر ایک نوجوان سے چار گجرے لیے۔
اگلے موڑ پر ایک عورت سے کپڑے کے چھ پارچے خریدے۔
''بلاضرورت یہ سب چیزیں کیوں خرید رہے ہو؟'' میں نے اعتراض کیا۔
جنید نے ایک ٹھنڈا سانس لیا۔
''ایک شخص چوک میں ٹافیاں لے کر کھڑا رہتا تھا۔'' اُس نے کہا،
''میں روز دیکھتا تھا، کوئی اُس سے ٹافیاں نہیں خریدتا تھا۔
چند دن بعد میں نے دیکھا، وہ بھیک مانگ رہا تھا۔
میں احساسِ جرم کا شکار ہوں۔
ہر چوراہے سے کچھ نہ کچھ خرید لیتا ہوں۔''

6 مئی 2015

رزق

''اگر آپ کو جلدی نہ ہو تو دو منٹ کے لیے رک جاؤں؟''
رکشا ڈرائیور نے اجازت مانگی۔
مجھے جلدی نہیں تھی۔
اُس نے ایک ریسٹورنٹ کے سامنے رکشا روکا۔
ریسٹورنٹ کے باہر بہت سے غریب لوگ انتظار میں بیٹھے تھے۔
رکشے والا کاؤنٹر پر گیا اور کچھ پیسے ادا کیے۔
قطار میں بیٹھے ایک شخص کو بریانی مل گئی۔
رکشا دوبارہ چلا تو میں نے کہا،
''تم تو خود غریب آدمی ہو۔
یہاں کیوں پیسے دیے؟''
اُس نے کہا،
''رکشا چلانے سے پہلے میں مزدوری کرتا تھا۔
جس دن دہاڑی نہیں لگتی تھی،
یہاں بیٹھنے سے رزق ملتا تھا۔''

18 اکتوبر 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہم سفر

میرا چھوٹا بیٹا باتھ روم سے نکلا۔
میں نے اُس کے ہاتھ دھلوائے،
پینٹ کی بیلٹ کسی، جوتے کے تسمے باندھے۔
یہ استنبول ایئرپورٹ کا ذکر ہے۔
اتفاق سے وہاں ایک پرانا دوست مل گیا تھا۔
وہ میرے ساتھ مسلسل باتیں کر رہا تھا۔
''میں آدھی دنیا گھوم چکا ہوں۔'' دوست نے بتایا،
''لیکن کبھی بچوں کے ساتھ سفر نہیں کرتا،
ورنہ ہر تفریح گاہ اور ہر ایئرپورٹ کا باتھ روم جھانکنا پڑتا ہے۔''
میں مسکرا دیا۔
اُسی وقت ایک بوڑھا شخص دوسرے باتھ روم سے نکلا۔
ایک نوجوان نے جلدی سے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔
ہاتھ دھلوائے اور جوتے کے تسمے باندھے۔

23 جولائی 2015

ٹھنڈک

کل ایک صاحب ایئرکنڈیشنر اٹھا کر ہمارے اسپتال آئے
اور جنرل وارڈ میں نصب کروا دیا۔
میں چندے سے چلنے والے اس اسپتال کا منتظم ہوں۔
''بجلی کے بل کی فکر نہ کیجیے گا۔''
انھوں نے کہا اور اپنا کارڈ دیا۔
اس پر ایک فیکٹری کا پتا درج تھا۔
میں انھیں اپنے کمرے میں لے گیا۔
کولڈ ڈرنک پیتے ہوئے انھوں نے کہا،
''کل امی کی برسی تھی۔
میں قبرستان گیا تھا۔
سخت گرمی تھی۔
میں قبر پر پانی ڈالتا تھا اور وہ چند لمحوں میں سوکھ جاتا تھا۔
میری سمجھ میں نہ آیا کہ امی کی قبر کو کیسے ٹھنڈا کروں۔''

11 اکتوبر 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رشتے

وہ سیانا جب ہماری بستی پہنچا تو سب نے خوب آؤ بھگت کی۔
اُسے کسی نے بتایا کہ بستی کے بیش تر گھرانے پریشان ہیں۔
اُس نے دریافت کیا، ''پریشانی کی وجہ کیا ہے؟''
میں نے بتایا،
''ہماری بہنوں کی عمریں نکلی جارہی ہیں، رشتے نہیں آرہے۔''
اُس نے مجھ سے پوچھا،
''تم چالیس سال کے ہوگئے، شادی کیوں نہیں کی؟''
میں نے کہا، ''پہلے بہن کی ہوجائے، پھر کروں گا۔''
سیانے نے کہا،
''پہلے تم کسی کی بہن بیاہ لاؤ تاکہ وہ کسی کی بہن بیاہ لے۔
اِسی طرح سب کی شادیاں ہوں گی
ورنہ سب بیٹھے رہ جائیں گے۔''

12 جنوری 2015

چیمپین

میرا بیٹا اسکول کی سالانہ دوڑ میں اوّل آیا تھا۔
لیکن کل میں نے اُسے دوڑتے دیکھا تو سخت غصہ آیا۔
وہ پارک میں کسی بچے کو پشت پر لاد کر دوڑ لگا رہا تھا۔
میں نے اُسے آواز دی۔
وہ اور اُس پر لدا ہوا لڑکا، دونوں گھبرا گئے۔
لڑکا اُترا تو مجھے پتا چلا کہ اُسے پولیو تھا۔
لیکن میرا غصہ کم نہیں ہوا۔
میں نے بیٹے کو ڈانٹا،
''اگر تم گر جاتے تو دونوں کو چوٹ لگتی۔
اِس طرح کیوں بھاگ رہے تھے؟''
بیٹے نے سر جھکا کر کہا،
''اِس نے پوچھا تھا، تیز دوڑتے ہیں تو کیسا محسوس ہوتا ہے؟''

13 اکتوبر 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سینے میں جلن، آنکھوں میں طوفان سا کیوں ہے
اِس شہر میں ہر شخص پریشان سا کیوں ہے
شہریار

کیڑے

گوداموں میں ہزاروں بوریاں پڑی تھیں۔
گندم سڑ رہی تھی، ہمیں بلاوا آ گیا۔
ہم نے لاکھوں کی تعداد میں گوداموں کا رُخ کیا۔
آپ بتائیں، کیڑے کتنی گندم کھا سکتے ہیں؟
لاکھوں کیڑے مل کر بھی تھوڑی سی گندم کھا سکے۔
گوداموں کے نگران تھوڑی سی گندم انسانوں کو نہ کھلا سکے۔
ہمیں بلاوا دینے والے نے بتایا کہ تھر کے سو بچے بھوک سے مر گئے۔
ہم نے پوچھا، 'گندم کھانے کے بعد کہاں جانا ہے؟'
جواب ملا، 'مظلوم بچوں کے والدین نے کچھ لوگوں کو بد دعائیں دی ہیں۔
جب وہ ظالم مر جائیں گے، تب اُن کی قبر میں جانا ہے۔'

9 مارچ 2014

یہ جنگ میں شائع ہونے والی 100 لفظوں کی پہلی کہانی تھی۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مِٹھو

''کیا یہ توتا بولتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔
''جی ہاں۔'' جواب ملا۔
میں اُس خوب صورت توتے کو گھر لے آیا،
اُس کا پرانا پنجرہ پھینک دیا،
اُسے ایک کشادہ پنجرے میں منتقل کر دیا،
توتا پورا دن کچھ نہیں بولا۔
اگلے دن میں نے پنجرے میں ایک چھوٹا سا جھولا نصب کر دیا۔
توتے نے اُس کا معائنہ کیا لیکن کچھ نہ بولا۔
تیسرے دن میں نے ایک ترکیب سوچی۔
پنجرے میں ایک آئینہ رکھ دیا
تاکہ توتا سمجھے کہ وہ تنہا نہیں ہے۔
وہ چپ چاپ اُسے دیکھتا رہا۔
چوتھے دن مرنے سے پہلے وہ صرف ایک لفظ بولا،
''چوری۔''

9 ستمبر 2014

چھلانگ

میں نے سوچا تھا کہ بڑا ہو کر بہت سے پیسے کماؤں گا۔
گھر کو دولت سے بھر دوں گا۔
پھر ایک باورچی رکھوں گا،
جو کبھی پلاؤ کی دیگ پکائے گا، کبھی بریانی کی۔
دوسرا خانساماں رکھوں گا،
جو کبھی زردے کا تھال سجائے گا، کبھی کھیر کا۔
تیسرا نوکر رکھوں گا،
جو کبھی چائے بنائے گا، کبھی شربت۔
چوتھا ملازم رکھوں گا،
جو دودھ کی ٹھنڈی میٹھی بوتلیں تیار کرے گا۔
کئی دن تک میں یہی سوچتا رہا۔
بہن بھی ایسا ہی کچھ سوچتی رہی،
بھوک سے بلکتی رہی۔
پھر ماں نے ہم دونوں کے ساتھ نہر میں چھلانگ لگا دی۔

19 اگست 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بھوک

گزشتہ رات میں نے دوستوں کو اپنے ہاں مدعو کیا تھا۔
کھانا زیادہ بنوایا تھا۔
صبح میں نے بچی ہوئی بریانی گھر کی دیوار کے قریب الٹ دی۔
کچھ دیر بعد میں نے پہلی منزل کی بالکونی سے جھانکا،
وہاں ایک چڑا اور چڑیا اپنا رزق تلاش کر رہے تھے۔
دس منٹ بعد ایک موٹی تازی بلی باسی چاولوں کی دعوت اڑا رہی تھی۔
بیس منٹ بعد ایک آوارہ کتا سونگھ سونگھ کر ہڈیاں چکھ رہا تھا۔
آدھے گھنٹے بعد کوے ایک دوسرے سے بوٹیاں چھین رہے تھے۔
ایک گھنٹے بعد بظاہر انسان نما مخلوق زمین پر بیٹھ کر بھوک مٹا رہی تھی۔

24 مارچ 2015

یہ کہانی ایک تصویر کو دیکھ کر لکھی گئی۔

مزدور

کئی دن بعد کل مجھے کوئی کام ملا۔
فیکٹری میں کبھی بجلی نہیں آتی، کبھی گیس۔
مشینیں بند ہو جاتی ہیں تو ہمارا چولھا بجھ جاتا ہے۔
پھر کبھی میں ادھار مانگتا ہوں، کبھی بھیک،
کبھی بچے بھوکے سوتے ہیں۔
لیکن کل چولھا جلا تھا، بچوں کو کھانا ملا تھا۔
فیکٹری تو بند تھی لیکن ایک لیڈر نے جلوس نکالا تھا۔
مجھے نعرے لگانے کا کام دیا گیا۔
جلوس کے بعد لیڈر نے پانچ سو روپے دیے۔
میں نے خوش ہو کر پوچھا،
"صاحب! اگلی بار جلوس کب نکلے گا؟"
لیڈر نے کہا،
"یہ جلوس ہر سال یکم مئی کو نکلتا ہے۔"

2 مئی 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بیج

اسکولوں کے بچے سینے پر قومی پرچم والا بیج لگا رہے تھے۔
ایک بچہ حسرت سے دیکھ رہا تھا۔
کسی غریب کا بچہ تھا!
سنولایا ہوا چہرہ، پیوند لگے کپڑے، گھسے ہوئے چپل۔
مجھ سے وہ منظر دیکھا نہ گیا۔
اسٹال سے ایک بیج خرید کر بچے کو دیا۔
ہرا بیج دیکھ کر زرد چہرے پر سُرخی دوڑ گئی۔
گھر آ کر مجھے خیال آیا
کہ ایک بیج اپنے بیٹے کے لیے بھی لینا چاہیے تھا۔
موٹر سائیکل گھمائی اور دوبارہ بازار کا رخ کیا۔
دیکھا کہ وہ بچہ فٹ پاتھ پر بیٹھا
رُوکھی روٹی سے پیٹ بھر رہا تھا۔
سینے پر بیج نہیں تھا۔

12 اگست 2015

پارٹ ٹائم

میں اے ٹی ایم سے پیسے نکال رہا تھا کہ نقاب پوش ڈاکو آن دھمکا۔
رات کا وقت، سڑک سنسان تھی۔
لیکن میں نے حواس بحال رکھے۔
سارے پیسے فوراً ڈاکو کے حوالے کر دیے۔
موبائل فون بھی جیب سے نکال کر دے دیا۔
لیکن رسان سے کہا،
"میں ایک فیکٹری کا مالک ہوں۔
نوکری کا بندوبست کر سکتا ہوں۔
جان کا خطرہ لے کر ڈکیتی کرنے سے بچ جاؤ گے۔
محنت کی تنخواہ سے گھر چلاؤ گے۔"
ڈاکو نے نقاب اتار پھینکا۔ کہنے لگا،
"سیٹھ صاحب! مزدوروں کا خون مت نچوڑو۔
تمھاری تنخواہ سے گھر چلتا تو میں ڈاکو کیوں بنتا!"

2 ستمبر 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انکریمنٹ

میری تنخواہ میں اضافہ ہوا تو میں نے دوسری کار خرید لی۔
پھر اخبار میں ڈرائیور کے لیے اشتہار دیا۔
ڈرائیور عام طور پر ایکسیڈنٹ کے بعد فارغ کیے جاتے ہیں۔
میں نے صرف اُن ڈرائیوروں کو انٹرویو کے لیے بلایا
جو کام پر لگے ہوئے تھے۔
میں نے ہر ڈرائیور سے پوچھا،
''کتنی تنخواہ لے رہے ہو، مجھ سے کیا توقع ہے؟''
میں نے جس ڈرائیور کا انتخاب کیا، اُس نے کہا،
''میں جن صاحب کے ہاں کام کرتا ہوں،
وہ ہر سال تنخواہ نہیں بڑھاتے۔
میری بچی اسکول جانے لگی ہے۔
بس، اُس کی فیس جتنا اضافہ دے دیں۔''

12 نومبر 2014

جہنمی

قبر جیسے ہی اوپر سے بند ہوئی، نیچے ایک دروازہ کھل گیا۔
بہت سی سیڑھیاں اُترنے کے بعد میں دوزخ میں پہنچ گئی۔
وہاں دو چار فرشتے تھے اور بے شمار مُردے۔
ہر جہنمی کے نام پر کھولتا ہوا تیل اور آگ بانٹی جا رہی تھی۔
مُردوں کی چیخیں نکل رہی تھیں۔
میں نے تیل کا ایک کنستر اٹھا لیا۔
''کوئی زحمت نہ کرے۔ مجھے خود کو آگ لگانے کا تجربہ ہے۔'' میں نے کہا۔
''یہاں تمھیں خود کو آگ نہیں لگانی۔'' ایک فرشتہ بولا،
''جنھوں نے تمھارے ساتھ زیادتی کی ہے، وہ آنے والے ہیں۔
تمھیں یہاں انھیں آگ لگانی ہے۔''

16 مارچ 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سودائے عشق اور ہے، وحشت کچھ اور شے
مجنوں کا کوئی دوست فسانہ نگار تھا
بے خود دہلوی

زندگی

اسپتال کی انتظار گاہ میں کئی بچے، والدین کے ساتھ موجود تھے۔
میں نے اپنا تھیلا تھپتھپایا۔
ایک بچے کو ٹافیوں کا پیکٹ دیا۔ اُس نے خوشی خوشی لے لیا۔
ایک لڑکے کو کہانیوں کی کتاب دی۔ اُس نے خوشی خوشی لے لی۔
ایک بچی کو کھلونا پیش کیا۔
اُس نے انکار میں سر ہلایا۔
میں نے کہانیوں کی کتاب پیش کی۔
اُس نے انکار میں سر ہلایا۔
میں نے ٹافیوں کا پیکٹ پیش کیا۔
اُس نے انکار میں سر ہلایا۔
''بیٹی! آپ کو کیا چاہیے؟'' میں نے اُسے چمکارا۔
تھیلے سیمیا کی مریض وہ بچی بمشکل بولی،
''خون کی بوتل۔''

30 اپریل 2015

یہ کہانی ملتان کے آمنہ تھیلے سیمیا سینٹر کے اظہر محمود صاحب کی فرمائش پر لکھی گئی۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اُداس نسلیں

میری الماری میں رنگ رنگ کے قلم بھرے ہیں۔
کوئی فاؤنٹین پین ہے، کوئی بال پوائنٹ،
کسی کی موٹی نب ہے، کسی کی باریک،
کوئی نیلی روشنائی سے لکھتا ہے، کوئی سیاہی سے۔
یہ قلم عام لوگوں کے نہیں، بڑے ادیبوں کے ہیں۔
میں جب کسی بڑے ادیب سے ملتا ہوں، اُس کا قلم مانگ لیتا ہوں۔
کل عبداللہ حسین سے ملاقات ہوئی۔
انھیں بتایا کہ میں ملک الموت ہوں۔
عبداللہ حسین نے نقاہت بھری آواز میں پوچھا،
''گویا آج میں مرجاؤں گا؟''
میں نے کہا، ''نہیں، آپ کبھی نہیں مریں گے۔
میں تو صرف آپ کا قلم لینے آیا ہوں۔''

6 جولائی 2015

عبداللہ حسین کا انتقال 4 جولائی 2015 کو ہوا تھا۔

ادیب

میں گیبرئیل گارسیا مارکیز کے سرہانے جا کر کھڑا ہوگیا۔
''کیا تم موت کے فرشتے ہو؟''
اُس عظیم ادیب نے لیٹے لیٹے پوچھا۔
''نہیں۔ وہ تو آکر جا چکا ہے۔'' میں نے کہا،
''تمھارا جسم اب خاک کا ڈھیر ہے۔''
وہ چُپکا ہوگیا، جیسے اپنے مرنے کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو۔
''تم کون ہو؟'' آخر اُس نے پوچھا۔
''میں آخری رسومات کے لیے آیا ہوں۔'' میں نے بتایا،
''ایسے موقع پر مرنے والے کے سرہانے کچھ پڑھا جاتا ہے۔
بتاؤ، کیا پڑھوں؟''
''کیا کچھ پڑھنا ضروری ہے؟''
''ہاں، اس سے خدا خوش ہوتا ہے۔''
''تو پھر میری کوئی کہانی پڑھو۔''

21 اپریل 2014

کولمبیا کے نوبیل انعام یافتہ ناول نگار گیبرئیل گارسیا مارکیز کا انتقال 17 اپریل 2014 کو ہوا تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

موڈی

''میں نریندر مودی کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔
اگر وہ کبھی خود چل کے میرے گھر آیا
تو میں اُس سے کہوں گا، قاتل کہیں کے! دفع دور۔''
انھوں نے غصّے سے کہا۔ میں حیرت سے دیکھتا رہ گیا۔
''آپ ایسا نہیں کہہ سکتے۔ مودی وزیر اعظم بننے والے ہیں۔''
میں نے انھیں بتایا۔
''میں ایسے دیش میں نہیں رہنا چاہتا،
جس میں مودی جیسا شخص وزیر اعظم بن جائے۔''
وہ سخت لہجے میں بولے۔
''پھر آپ مئی تک فیصلہ کرلیں۔
تب تک الیکشن کے نتائج آجائیں گے۔'' میں بڑبڑایا۔
خوش ونت سنگھ نے مارچ ہی میں فیصلہ کرلیا۔

2 اپریل 2014

خوش ونت سنگھ کا انتقال 20 مارچ 2014 کو ہوا تھا۔ نریندر مودی نے 26 مئی 2014 کو بھارت کی وزارت عظمیٰ سنبھالی۔

غنڈا

''گبر سنگھ بھارت کا سب سے بڑا ولن ہے۔'' جاوید اختر نے کہا،
''میرا یہ کردار ایک حقیقی ڈکیت کی زندگی کا عکاس ہے۔''
''میں جانتا ہوں، سرکار!'' میں نے کہا۔
''میں نے ہی موگیمبو کا کردار تخلیق کیا تھا۔'' وہ بولے،
''وہ بھی ایک اصلی اسمگلر سے متاثر تھا۔''
''یہ مجھے معلوم نہیں تھا، سرکار!''
میں نے حیرت ظاہر کی۔
''اب میں نئی فلم لکھ رہا ہوں
جس کے لیے گبر اور موگیمبو سے بڑا ولن چاہیے۔'' انھوں نے کہا،
''کیا تم کسی بڑے غنڈے کا نام بتا سکتے ہو؟''
میں نے ڈرتے ڈرتے کہا،
''اب کی بار۔۔۔ مودی۔۔۔ سرکار!''

8 اپریل 2014

''اب کی بار، مودی سرکار'' بھارت کے عام انتخابات میں بی جے پی کا نعرہ تھا۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کتابیں

کراچی بک فیئر میں کل میں نے سقراط کو دیکھا۔
شیخ سعدی، برٹرینڈ رسل، خلیل جبران اور علی شریعتی بھی نظر آئے۔
لیکن ہلاکو خان کو دیکھ کر میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔
''ظالم انسان! تم نے مسلمانوں کی ہزاروں کتابیں جلادی تھیں۔
تم کتابوں کے میلے میں کیا کر رہے ہو؟''
ہلاکو خان مسکرایا۔ کہنے لگا،
''دیکھنے آیا ہوں کہ کیا وہ کتابیں یہاں موجود ہیں
جو میں نے بغداد میں جان بوجھ کر چھوڑ دی تھیں۔''
میں نے حیران ہو کر پوچھا، ''تم نے کون سے کتابیں چھوڑ دی تھیں؟''
ہلاکو خان نے کہا، ''فرقہ واریت پھیلانے والی۔''

21 دسمبر 2014

ماسٹر مائنڈ

''فیصل سبزواری جناح گراؤنڈ میں خطاب کرنے والا ہے۔
جلدی سے جا کر اُسے شوٹ کرو۔
کوشش کر کے قریب پہنچ جانا
اور کام ہوتے ہی بھاگ آنا۔''
اُس نے فون پر کسی کو ہدایات دیں۔
ایک شخص نے آ کر کان میں کہا،
''شرجیل میمن ایئرپورٹ جا رہا ہے۔''
''پیچھا کرو، جانے نہ پائے،'' وہ سرد لہجے میں بولا۔
''مشرف صبح اسپتال سے عدالت جائیں گے۔''
ایک ہرکارے نے اطلاع دی۔
''سیکیورٹی کیسی ہوگی؟'' اُس نے پوچھا۔
''بہت سخت،'' جواب ملا۔
''سیکیورٹی جیسی بھی ہو، ہمیں کام کرنا ہے،'' اُس نے آنکھ ماری،
''ٹیلی وژن نیوز پروڈیوسر کو سب کچھ شوٹ کروانا پڑتا ہے۔''

20 مارچ 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انٹرٹینر

''تین چینل ایک وقت میں مختلف میچ دکھا رہے ہوں تو
آپ کون سا دیکھیں گے؟''
ٹیلی وژن بطور مضمون پڑھانے والے پروفیسر نے پوچھا۔
''جس میں مشہور کھلاڑی کھیل رہے ہوں گے۔'' میں نے کہا۔
''پانچ چینل ایک ساتھ ٹاک شو نشر کر رہے ہوں تو؟''
''جس میں مقبول سیاست دان شریک ہوں گے۔'' ایک لڑکی نے کہا۔
''اور سات چینل الیکشن ٹرانس میشن پیش کر رہے ہوں تو؟''
ہم سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔
پروفیسر نے کہا، ''پروڈکشن کرتے ہوئے یاد رکھنا،
اسکرین پر نہ کوئی سیاست دان ہوتا ہے، نہ تجزیہ کار،
نہ کھلاڑی، نہ پروفیسر،
صرف انٹرٹینر ہوتے ہیں۔''

25 اگست 2015

کتاب

میری سال گرہ تھی، کسی کلاس فیلو نے پھول دیے، کسی نے پرفیوم،
انھوں نے پروین شاکر کی کتاب ''خوش بُو'' کا تحفہ دیا۔
اُن کی سال گرہ پر میں نے تارڑ کا ناول ''پیار کا پہلا شہر'' پیش کیا۔
اُن کے گھر والے رشتہ لائے تو مشتاق یوسفی کی کتابوں سے منہ میٹھا کرایا گیا۔
منگنی پر اشفاق احمد اور بانو قدسیہ کی کتابوں کا تبادلہ ہوا۔
عید پر اختر حسین رائے پوری کی کتاب ''گرد راہ'' گئی،
حمید اختر حسین کی کتاب ''ہم سفر'' آئی۔
شادی کے دن امی ابو نے ''قرآن پاک'' کے سائے میں رخصت کیا۔

29 جون 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فیسٹول

صبح سویرے کبھی وسعت اللہ خان کے ساتھ چہل قدمی کرتا ہے،
کبھی ندیم فاروق پراچہ کے ساتھ
کبھی محمد حنیف کے ساتھ ناشتا کرتا ہے،
کبھی علی اکبر ناطق کے ساتھ
دوپہر کے کھانے پر کبھی انتظار حسین کو مدعو کرتا ہے،
کبھی عطاالحق قاسمی کو
شام کی چائے کبھی کاملہ شمسی کے ساتھ پیتا ہے،
کبھی تنویر انجم کے ساتھ
رات کا کھانا کبھی آصف فرخی کے ساتھ کھاتا ہے،
کبھی اجمل کمال کے ساتھ
افتخار عارف اور گلزار سے باتیں کرتے کرتے سوجاتا ہے
مبشر علی زیدی روز اپنے گھر میں لٹریچر فیسٹول مناتا ہے

8 فروری 2015

یہ کہانی کراچی لٹریچر فیسٹول کے دوران لکھی اور چھپی۔

جھلّا

''میں نے کوپن ہیگن میں ایئر کنڈیشنرز کی دکان کھولی تھی۔
مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہاں گرمی نہیں پڑتی۔
نقصان اٹھا کر دکان بند کرنا پڑی۔''
واحد نے تفصیل بیان کی۔
وہ کئی سال بعد ملا تھا۔
میں نے دریافت کیا تھا کہ اِس دوران میں کیا کرتے رہے۔
''ڈنمارک میں پیسے ڈبو کر سعودی عرب منتقل ہوگیا۔
جدہ میں ہیٹرز کی دکان کھول لی۔
مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہاں سردی نہیں پڑتی۔
نقصان اٹھا کر دکان بند کرنا پڑی۔'' اُس نے کہا۔
میں نے پوچھا، ''آج کل کیا کر رہے ہو؟''
واحد نے بتایا، ''کراچی میں کتابوں کی دکان کھول لی ہے۔''

31 اگست 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

یہ بستی جانی پہچانی بہت ہے
یہاں وعدوں کی ارزانی بہت ہے
افتخار عارف

معاملہ فہمی

میں جلسے میں تقریر کرنے کھڑا ہوا۔
دیکھا کہ لوگوں کے ہاتھوں میں لوٹے اور بالٹیاں ہیں۔
سیاست دان معاملہ فہم ہوتے ہیں۔
میں نے وعدہ کیا کہ بستی کے ہر گھر تک پانی پہنچے گا۔
جلسے کے بعد وعدہ بھول گیا۔
وعدے کون یاد رکھتا ہے؟
کئی ماہ بعد دوسرے جلسے میں تقریر کرنے کھڑا ہوا۔
دیکھا کہ لوگوں کے ہاتھوں میں لالٹینیں ہیں۔
میں نے وعدہ کیا کہ ہر گھر تک بجلی پہنچے گی۔
جلسے کے بعد وعدہ بھول گیا۔
کئی ماہ بعد تیسرے جلسے میں تقریر کرنے کھڑا ہوا۔
دیکھا کہ لوگوں کے ہاتھوں میں جوتے ہیں۔

4 مئی 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

موسم

''شکر ہے کہ آج برلن میں بارش نہیں ہوگی۔''
میرے جرمن دوست نے صبح سویرے بتایا۔
''ہوسکتا ہے کہ تمھارے محکمہ موسمیات کی یہ پیش گوئی غلط نکلے۔''
میں نے خدشہ ظاہر کیا۔
''ناممکن۔'' دوست نے زور دے کر کہا۔
''اچھا؟'' میں نے تعجب کیا۔
''کیا تمھارے ہاں موسم کی پیش گوئی پر اعتبار نہیں کیا جاتا؟''
دوست نے پوچھا۔
''نہیں۔'' میں نے سچ بتادیا،
''کیوں کہ ہمارے موسم باہر کی ہواؤں کے مرہونِ منت ہیں۔
سائبیریا میں ہوا چلتی ہے تو کراچی میں ٹھنڈ ہوجاتی ہے۔
لندن میں لو چلتی ہے تو کراچی میں آگ لگ جاتی ہے۔''

7 جون 2014

روتے کیوں ہو؟

''کیا اِس ٹرین میں کوئی ٹکٹ چیکر آتا ہے؟''
میں نے برلن میں سفر کرتے ہوئے پوچھا۔
''کوئی میرا ٹکٹ کیوں چیک کرے گا؟''
جرمن دوست نے حیران ہوکر کہا۔
''فرض کرو، تم ٹکٹ نہیں لیتے۔ پھر؟''
اُس نے فرض کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔
''کیا تم نے اپنے ملک میں کبھی بلا ٹکٹ سفر کیا ہے؟''
اُس نے دریافت کیا۔
''کئی بار۔'' میں نے اعتراف کیا۔
''میں تمھارے ملک کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔'' وہ بولا،
''لیکن اگر تم دو روپے کی کرپشن کرتے ہو،
تو تمھارے لیڈر دو سو ارب کی کرپشن کرتے ہوں گے۔''

11 جون 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اوقات

"بلند ترین معیارِ زندگی والے ہمارے ارکانِ پارلیمان
خاک نشیں عوام کو اکثر بھول جاتے ہیں۔"
میں نے اپنے جرمن دوست کو بتایا۔
ہم اُس وقت جرمن پارلیمان کی عمارت میں سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔
وہ سیڑھیاں ہمیں اوپر شیشے کے گنبد تک لے گئیں۔
نیچے پارلیمان کا اجلاس جاری تھا۔
ارکانِ پارلیمان سر اٹھا کر گنبد میں موجود شہریوں کو دیکھ سکتے تھے۔
"پارلیمان کے بیچوں بیچ شہریوں کو اوپر آنے کی اجازت
کیوں دی جاتی ہے؟" میں نے پوچھا۔
جرمن دوست نے کہا،
"تاکہ ارکانِ پارلیمان کو یاد رہے کہ
اُن کا مقام عوام کی جوتی کے نیچے ہے۔"

3 جون 2014

بھیڑ بکریاں

میری بھیڑ بیمار تھی، اُسے جانوروں کے اسپتال لے گیا۔
ڈاکٹر نے معائنہ کر کے کہا،
"اِسے کھانے کو نہیں دیتے کیا؟
یہ خوراک کی کمی سے کم زور ہو گئی ہے۔
کم زور رہے گی تو بیمار ہو کر مر جائے گی۔
ایک بھیڑ مرے گی تو سو دوسری بھیڑیں بھی مر جائیں گی۔
بھیڑ بکریوں کو پیٹ بھر کھانا کھلاؤ۔ سمجھے؟"
ڈاکٹر کی بات میری سمجھ میں آ گئی۔
لیکن تھر کے عوام کو بھیڑ بکریاں سمجھنے والے
وزیر اعلیٰ کو کیسے سمجھ آئے گی؟
وہ بار بار یہی کہتے ہیں کہ
تھر کے بچے بھوک سے نہیں، بیماریوں سے مرے ہیں۔

29 مارچ 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انتظار

''کپتان! پتا ہے، میری زندگی کا سب سے بڑا دکھ کیا ہے؟''
میں نے کہا۔
انھوں نے سوالیہ نگاہوں سے مجھے دیکھا۔
''1987 ورلڈ کپ کے سیمی فائنل میں شکست۔''
اُن کی آنکھیں بھی جلنے لگیں۔
یہ ہماری پہلی ملاقات تھی، اور وہ بھی خواب میں۔
''اُس دن بہت بُری امپائرنگ ہوئی تھی۔'' کپتان نے بتایا۔
''پھر؟ آپ نے امپائروں اور جیتنے والوں پر دھاندلی کا الزام لگایا؟''
''نہیں، چار سال انتظار کیا اور اگلا ورلڈ کپ جیت لیا۔''
کپتان نے فاتحانہ انداز میں کہا۔
میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا،
''کپتان! اِس بار بھی چار سال انتظار کیوں نہیں کر لیتے؟''

12 اگست 2014

ہیرو

''تم لوگ میرے ہیرو ہو۔ میں بتا نہیں سکتا کہ تم میرے لیے کیا ہو۔''
اپوزیشن کارکن، ہمارا لیڈر یہ کہا کرتا تھا۔
ہم اُس کے دیوانے تھے، بے لوث کارکن تھے، صبح شام کام کرتے تھے۔
الیکشن میں ہماری پارٹی جیت گئی، ہمارا لیڈر منسٹر بن گیا۔
اس کے بعد اس نے کارکنوں سے ملنا چھوڑ دیا۔
ایک دن ہم شکایتیں کرنے اس کے گھر پر جمع ہو گئے۔
کچھ دیر بعد لیڈر اپنے کتے کے ساتھ جوگنگ کرتا ہوا آیا۔
کتے نے سڑک کنارے کسی چیز پر منہ مارا۔
لیڈر نے آواز لگائی، ''کم آن ہیرو! کم آن۔''

6 دسمبر 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دامن

میں رنگ ساز ہوں، کپڑوں اور جھنڈوں کے رنگ بدل دیتا ہوں۔

چند دن پہلے ایک صاحب آئے۔

کہنے لگے، ''میری قمیص رنگ دو گے بھائی؟''

میں نے کہا، ''کیوں نہیں۔

کون سے رنگ میں رنگوانی ہے؟''

بولے، ''پہلے میں گلابی پارٹی میں تھا۔

اب آسمانی پارٹی میں چلا گیا ہوں۔

بس نئی پارٹی کے رنگ میں رنگ دو۔''

میں نے دو دن بعد بلا لیا۔

وہ آئے تو قمیص دیکھ کر خوش ہونے کے بجائے خفا ہو گئے۔

''اِس پر دھبے تو ویسے ہی لگے ہوئے ہیں!''

میں نے کہا، ''بھائی میاں!

رنگ بدلنے سے دامن پر لگے داغ صاف نہیں ہوتے۔''

20 ستمبر 2015

پریس ریلیز

''کراچی ایئرپورٹ پر حملے کے ذمّے دار فی الفور گرفتار کیے جائیں، نتھو موچی۔''

یہ پریس ریلیز میرے پاس پہنچی تو میں مسکرا دیا۔

اگلے دن پھر فیکس آیا،

''لیاری میں راکٹ حملے کرنے والوں کو گرفتار کیا جائے، نتھو موچی۔''

میں نے اُسے بھی ردّی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔

تیسرے دن جب ٹارگٹ کلرز کی گرفتاری والا بیان آیا تو میں نے اُسے فون کیا،

''ابے نتھو! روز بیان کیوں جاری کرتا ہے؟

تُو کوئی وزیر اعلیٰ ہے؟

تیرے کہنے سے کوئی دہشت گرد پکڑے جائیں گے؟''

نتھو بولا، ''تو کیا وزیر اعلیٰ کے کہنے سے پکڑے جاتے ہیں؟''

28 جون 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پڑوسی

میں نے اُوفا میں نواز شریف سے کہا،

''میں نے مصر والوں سے بات کر لی ہے۔

تمام مصری پاکستان آنے پر راضی ہیں۔

آپ سب پاکستانیوں کو لے کر مصر چلے جائیں۔

بھارت سے جان چھوٹ جائے گی۔''

نواز شریف بولے، ''ہم اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتے۔''

میں نے نریندر مودی سے کہا،

''میں نے کینیڈا والوں سے بات کر لی ہے۔

تمام کینیڈین انڈیا آنے پر رضامند ہیں۔

آپ سب ہندوستانیوں کو لے کر کینیڈا چلے جائیں۔

پاکستان سے جان چھوٹ جائے گی۔''

مودی بولے، ''ایسا ہرگز ممکن نہیں۔''

میں نے کہا، ''ارے تو پھر ساتھ ساتھ رہنا سیکھو ناں۔''

11 جولائی 2015

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں، ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم، اے ہم نفسو! وہ خواب ہیں ہم

شاد عظیم آبادی

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بانی

''میں نے ہوا سے چلنے والی چکی بنائی تھی۔''
یونانی سائنس داں نے بتایا،
''اب اُسے کام میں لاکر بجلی بنائی جارہی ہے۔''
''میں نے بھاپ سے چلنے والا انجن بنایا تھا۔''
برطانوی سائنس داں نے بتایا،
''ایسے انجن برسوں تک ریل گاڑیاں کھینچتے رہے۔''
''میں نے شمسی توانائی سے چلنے والی کار بنائی ہے۔''
امریکی سائنس داں نے بتایا،
''جلد پیٹرول ڈیزل سے جان چھوٹ جائے گی۔''
پھر تینوں نے وہاں موجود سیاست داں سے پوچھا،
''آپ نے بھی کچھ بنایا ہے؟''
''جی ہاں۔'' وہ نحیف سی آواز میں بولے،
''میں نے دعاؤں سے چلنے والا ملک بنایا ہے۔''

18 مئی 2014

جاوید نامہ

یہ برسوں پہلے ان دنوں کا ذکر ہے
جب میں علامہ اقبال کا مجسمہ بنا رہا تھا۔
ابھی میں کام مکمل نہیں کر سکا تھا کہ
نہ جانے کس نے علامہ اقبال کے صاحب زادے کو خبر کر دی۔
ڈاکٹر جاوید اقبال میرے اسٹوڈیو تشریف لائے۔
مجھے لگا کہ وہ مجسمے کو دیکھ کر خوش نہیں ہوئے۔
انھوں نے کہا، ''آپ ماہر سنگ تراش سہی
لیکن میرے والد ایسے نہیں تھے۔
وہ کچھ مختلف شخصیت تھے۔''
میں نے نہایت سنجیدگی سے کہا،
''ڈاکٹر صاحب! میں آپ کے والد کا مجسمہ نہیں بنا رہا۔
میں وہ بُت بنا رہا ہوں جس کی مجھے پرستش کرنی ہے۔''

5 اکتوبر 2015

علامہ اقبال کے صاحب زادے ڈاکٹر جاوید اقبال کا انتقال 3 اکتوبر 2015 کو ہوا تھا۔ یہ کہانی اس دن لکھی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

منزل

"یہ سڑسٹھ سال اتنی تیزی سے گزرے ہیں
جیسے ہم کسی رولر کوسٹر میں بیٹھے ہوں۔"
ماموں نے کہا۔
وہ بتا رہے تھے کہ پاکستان بنا تو وہ نوجوان تھے۔
14 اگست 1947 کو انھوں نے کچھ خواب دیکھے تھے۔
"پاکستان کو ترقی یافتہ ملک بنانا ہماری منزل تھی۔
لیکن راستے میں بہت جھٹکے لگے۔
چار جنگیں، چار مارشل لا،
مشرقی پاکستان کی علیحدگی، غربت، دہشت گردی۔"
اُن کے چہرے پر دکھ تھا، مایوسی تھی۔
"ایک اور 14 اگست آ گئی۔ منزل کب آئے گی؟"
میں نے پوچھا۔ وہ بولے،
"رولر کوسٹر کی سواری کرنے والے کبھی کسی منزل پر نہیں پہنچتے۔"

14 اگست 2014

چار اپریل

بھٹو صاحب میری بات مان جاتے تو تاریخ بدل جاتی۔
"جیلر سے کہیں کہ آپ کے دل میں تکلیف ہو رہی ہے۔"
میں نے مشورہ دیا،
"پھانسی ٹل جائے گی۔ ہم آپ کو اسپتال میں داخل کرا دیں گے۔"
"نہیں، میں ایسا نہیں کروں گا۔" وہ سخت لہجے میں بولے۔
پھر پوچھا، "لیکن یہ آئیڈیا کہاں سے آیا؟"
"میں نے مستقبل میں جھانک کر دیکھا ہے۔
ایک ڈکٹیٹر جب قانون کے شکنجے میں پھنس جائے گا
تو اُسے دل کی تکلیف لاحق ہو جائے گی۔"
بھٹو صاحب ہنسے۔ پھانسی گھاٹ کی طرف جاتے ہوئے بولے،
"کیا ڈکٹیٹر کے سینے میں دل ہوتا ہے؟"

4 اپریل 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ماں

میری بہنو اور بھائیو!
پاکستان میں جو لوگ دہشت گردی میں شہید ہوئے ہیں
اُن سب کو جنت کے ایک باغ میں جمع کر دیا گیا ہے۔
ہم یہاں پہلے سے موجود تھے۔
چند روز قبل پشاور کے بچے پہنچے ہیں۔
اِن بچوں کی قربانی عظیم ہے
کیوں کہ اِن کا خون بہنے کے بعد قوم متحد ہوگئی۔
مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ
آپ دہشت گردوں سے لڑیں، شدت پسندی کا خاتمہ کریں
اور اِن بچوں کی فکر نہ کریں۔
میں یہاں اِن کا بہت خیال رکھوں گی۔
آخر میں بھی ایک ماں ہوں۔
آپ کی بہن
بے نظیر بھٹو

27 دسمبر 2014

پجاری

میں جس بستی میں رہتا تھا، وہاں کئی بُت پُوجے جاتے تھے۔
ایک مندر میں کسی سیاسی لیڈر کی پُوجا کی جاتی تھی،
دوسرے میں کسی سائنس داں کی،
کسی میں نام نہاد سماجی رہنما کی،
کسی میں لینڈ مافیا کے ڈون کی۔
سب نے اپنے اپنے بُت بنائے ہوئے تھے۔
میں نے سوچا کہ اِن بُتوں کو توڑنا چاہیے۔
ایک رات بستی والے سوئے ہوئے تھے،
میں نے اپنے بُوٹوں سے ٹھوکریں مار مار کے
سب بُتوں کو توڑ دیا،
پھر اطمینان سے سو گیا۔
اگلی صبح اٹھا تو کیا دیکھا،
ہر مندر میں میرے بُت سجے ہوئے تھے۔

3 اگست 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قلم

''پچیس ہزار ایک، پچیس ہزار دو۔۔۔''

''پچاس ہزار۔'' نیلام گھر میں پاٹ دار آواز گونجی۔

بولی میں شریک لوگ سناٹے میں آ گئے۔

کچھ دیر خاموشی رہی۔

پھر اعلانچی گلا صاف کر کے چلایا،

''پچاس ہزار ایک، پچاس ہزار دو، پچاس ہزار تین۔

مبارک مبارک! مبشر علی زیدی کا قلم نیلام ہو گیا۔''

بولی دینے والا سامنے آیا۔

بھاری بھرکم شخصیت، جسم پر مہنگا لباس، چہرے پر رعب۔

اُس نے پچاس ہزار نقد میرے حوالے کیے۔

میں نے پوچھا، ''آپ نے میرا قلم کیوں خریدا؟''

اُس نے کہا، ''ہم سیاست دانوں کو

صحافی کے قلم سے شلوار میں نا ڑا ڈالنا اچھا لگتا ہے۔''

27 اپریل 2015

مثال

''من موہن سنگھ نے معاشیات میں ڈاکٹریٹ کیا تھا، صاحبِ کتاب ہیں۔''

بھارتی مندوب نے بتایا۔

''اینجلا مرکل نے کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی،

متعدد تحقیقی مقالے شائع ہو چکے ہیں۔''

جرمن نمائندے نے مطلع کیا۔

''صدر اوباما نے تین کتابیں لکھی ہیں،

شکاگو یونیورسٹی میں بارہ سال تک قانون کے استاد رہے۔''

امریکی میزبان بولے۔

''صدر حسن روحانی بیس کتابوں کے مصنف ہیں۔

برطانیہ سے قانون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری لی۔''

ایرانی صحافی نے فخر سے کہا۔

پھر کسی بدتمیز نے مجھ سے پوچھا،

''تمھارے لیڈر نے کہاں سے ڈاکٹریٹ کیا؟ کتنی کتابیں لکھی ہیں؟''

16 جون 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

روایت

''یورپ کے جس علاقے میں پاکستانیوں کی اکثریت ہوجاتی ہے،
وہاں رفتہ رفتہ تین قسم کی دکانیں بند ہوجاتی ہیں۔''
برسلز میں ایک دوست نے بتایا۔
''اچھا! کون کون سی؟'' میں نے پوچھا۔
''ایک شراب کی۔ دوسری سور کے گوشت سے بنے کھانوں کی۔''
دوست نے کہا۔
میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔
'سمندر پار پاکستانیوں نے اپنے بزرگوں کی روایتیں برقرار رکھی ہیں۔'
میں نے سوچا۔
لیکن پھر مجھے کچھ خیال آیا۔
''تم نے دو طرح کے کاروبار بتائے۔
اور کون سی قسم کی دکانیں پاکستانیوں کے علاقوں میں بند ہوجاتی ہیں؟''
دوست نے نگاہیں چُرا کے کہا،
''کتابوں کی!''

یکم جون 2014

سایہ

''جب میں چھوٹا تھا
تو مجھے آئینے میں ہنومان جی دکھائی دیتے تھے۔''
مودی جی نے مجھے انٹرویو دیتے ہوئے دل چسپ بات بتائی۔
''واقعی؟'' میری ہنسی نکل گئی۔
''سچ کہہ رہا ہوں۔'' اُن کی تیوری پر بل پڑ گئے۔
''کالج گیا تو آئینے میں گنیش جی کے درشن ہونے لگے۔
بیوی کو چھوڑ بھاگا تو بدھا نظر آنے لگے۔
سیاست کا آغاز کیا تو گاندھی جی دِکھنے لگے۔
لیکن گجرات کا مُکھ منتری بننے کے بعد
آئینہ دیکھنا چھوڑ دیا۔''
''وہ کیوں؟'' میں نے پوچھا۔
''اب آئینے کے سامنے جاتا ہوں
تو خونی راون کو دیکھ کر ڈر جاتا ہوں۔''

30 جولائی 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کس کا، کس کا حال سنایا تُو نے اے افسانہ گو!
ہم نے ایک تجھی کو ڈھونڈا اِس سارے افسانے میں
ابنِ انشا

جوکر

''شہر میں نیا سرکس کھلا ہے۔''
ایڈیٹر صاحب نے فون پر بتایا،
''اُس میں ایک جوکر ہے جو مزے کی حرکتیں کرتا ہے۔
بچے بہت خوش ہوتے ہیں۔''
''اچھا۔لیکن آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں؟'' میں نے پوچھا۔
''میں چاہتا ہوں کہ تم اُس جوکر کا انٹرویو کرلو۔
پتے کی بات بتاؤں؟
یہ جوکر اندر سے بہت دکھی ہوتے ہیں۔
مجھے یقین ہے کہ اُس جوکر کے پاس ہمارے لیے کوئی کہانی ہوگی۔''
ایڈیٹر صاحب نے کہا۔
میں سوچتا رہ گیا کہ کیا کہوں۔
فون بند کردیا۔ٹوپی پہن لی۔
ناک پر لال گیند چپکالی اور رِنگ میں گھس گیا۔

11 مئی 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بیگ

آج میں نے صبح سویرے گھر سے نکلے ہوئے دو بچوں کو دیکھا،
جن کے کندھوں پر بیگ تھے۔
میرے اپنے بچے بھی اسی طرح گھر سے نکلتے ہیں۔
کرن اور حسین کے کندھوں پر بیگ ہوتے ہیں۔
دونوں خوشی خوشی اسکول جاتے ہیں۔
ان کی آنکھوں میں چمک ہوتی ہے، دل امیدوں سے بھرے ہوتے ہیں۔
میں نے کبھی دوسرے بچوں پر غور نہیں کیا تھا۔
آج میں نے صبح سویرے گھر سے نکلے ہوئے ان دو بچوں کو دیکھا۔
ان کے بھی چہروں پر بچپنا تھا، آنکھوں میں رونق تھی،
اور کندھوں پر کوڑا چننے والے بیگ تھے۔

23 نومبر 2014

شرم

میں اپنے بچوں کو اپنی حیثیت سے زیادہ مہنگے اسکول میں پڑھا رہا ہوں۔
لیکن اپنی چھوٹی گاڑی میں اسکول چھوڑنے جاتا ہوں تو شرم آتی ہے۔
دوسرے بچے بڑی بڑی گاڑیوں میں آتے ہیں۔
کل میرا بیٹا ایک دوست کے ساتھ اسکول سے نکلا۔
میں نے دیکھا، وہ بچہ ایک رکشے میں جا کر بیٹھ گیا۔
رکشے والا اُسے لے کر چلا گیا۔
گھر آ کر میں نے بیٹے سے اُس کے دوست کا پتا پوچھا۔
سوچا کہ اُس کے باپ کو جا کر سمجھاؤں،
رکشے میں بچے کا آنا جانا ٹھیک نہیں۔
وہاں پہنچ کر میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔
رکشے والا باہر نکلا۔

14 ستمبر 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

تعلیم

میں نے پہلی جماعت کے سب طلبہ کو ایک ایک بلی کا بچہ دیا۔
اُن سے کہا کہ بلونگڑے گھر لے جائیں۔
انھیں پالیں، اپنے ہاتھ سے کھلائیں پلائیں، ساتھ کھیلیں۔
دو ماہ بعد میں نے مطالبہ کیا کہ میری بلیاں واپس کریں۔
اگلے دن طلبہ بلیاں اسکول لے آئے
لیکن سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔
انھیں اپنے اپنے پالتو جانور سے محبت ہوگئی تھی۔
بلیاں دیکھ کر پرنسپل صاحب بھی آگئے۔
تھوڑے خفا ہو کر بولے، ''آپ یہ کس کام میں پڑ گئے؟
آپ کا کام بچوں کو اخلاقیات سکھانا ہے۔''
میں نے کہا، ''پہلے زندگی سے محبت کرنا سکھا دوں؟''

28 جون 2015

ماہر

ریڈیو کمنٹیٹر کی آسامی ایک تھی اور امیدوار بیس۔
اُن سب کا آڈیشن لیا گیا۔
میں نے جس نوجوان کا انتخاب کیا،
اُس کے پاس الفاظ کا زیادہ ذخیرہ نہیں تھا۔
وہ ایک دو بار ہکلایا بھی
لیکن اُس نے فرضی میچ کی بہت اچھی منظر کشی کی۔
میں نے اُسے اپائنٹمنٹ لیٹر دیتے ہوئے کہا،
''ریڈیو پر ہمارے پاس صرف آواز ہوتی ہے۔
ٹی وی کی طرح دِکھانے کو تصویر نہیں ہوتی۔
اِس لیے ساری اہمیت بول کر منظر کشی کرنے کی ہے۔
تم نے یہ کیسے سیکھا؟''
نوجوان نے ہچکچاتے ہوئے بتایا،
''میری والدہ کو دِکھائی نہیں دیتا۔''

4 اکتوبر 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مہنگا

اُس جوتے کی قیمت ایک ہزار روپے تھی۔
مجھے کافی مہنگا لگا اِس لیے چھوڑ دیا۔
میں کئی مہینے سے بے روزگار تھا۔
جمع پونجی ختم ہونے والی تھی۔
لیکن نئے جوتے ضروری تھے۔
انٹرویو لینے والے کپڑے اور جوتے بھی دیکھتے ہیں۔
اُس دن کا انٹرویو میں نے گھسے ہوئے جوتوں میں دیا۔
اتفاق سے انٹرویو لینے والوں نے میرے جوتے نہیں، ڈگریاں دیکھیں۔
میری تنخواہ ڈیڑھ لاکھ روپے مقرر کی گئی۔
میں لیٹر لے کر نکلا تو جوتوں کی دکان سامنے تھی۔
اُس جوتے کی قیمت ایک ہزار روپے تھی۔
مجھے گھٹیا سا لگا اِس لیے چھوڑ دیا۔

8 جنوری 2015

ٹرینڈ

صبح میں نے ایک کالم فیس بک پر پوسٹ کیا۔
دس بارہ دوستوں نے اسے لائیک کیا۔
دوسرے پہر میں نے سولفظوں کی کہانی ٹائم لائن پر لگائی۔
بیس بائیس افراد نے اسے پسند کیا۔
شام کو میں نے ایک شعر دوستوں کی نذر کیا۔
تیس بتیس افراد نے داد سے نوازا۔
رات گئے میں نے ایک تصویر اپ لوڈ کر دی۔
گھنٹے بھر میں تین سو افراد نے اسے شیئر کر لیا۔
اگلے دن میں نے ایک آئی ٹی ماہر سے پوچھا،
''میری کہانی پر کم لائیک آتے ہیں، تصویر پر زیادہ۔ ایسا کیوں؟''
آئی ٹی ماہر نے کہا، ''فوٹو پڑھنا نہیں پڑتا۔''

9 اپریل 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سوشل سرکل

صبح کو سدرہ ڈار سے ملاقات ہوئی۔
اتفاق سے وہ ای میل لکھنے میں مصروف تھی۔
شیراز کا ایس ایم ایس آیا کہ ملنا چاہتا ہوں۔ میں جواب لکھنے لگا۔
سدرہ سے کچھ بات نہ ہو سکی۔
شام کو شیراز سے ملاقات ہوئی۔
اتفاق سے وہ وائبر پر کسی سے چیٹ کر رہا تھا۔
مجھ سے عاطف نے وٹس ایپ پر رابطہ کیا کہ ملنا چاہتا ہوں۔
شیراز سے کچھ بات نہ ہو سکی۔
رات کو عاطف سے ملاقات ہوئی۔
اتفاق سے وہ کسی کے ٹویٹس کا جواب دے رہا تھا۔
میں نے فیس بک پر سدرہ سے کہا، صبح ملتے ہیں۔
عاطف سے کچھ بات نہ ہو سکی۔

8 مارچ 2015

زوال

''کیا آپ کل انٹرویو کے لیے آ سکتے ہیں؟''
دل کش آواز والی لڑکی نے فون پر پوچھا۔
''پاکستان میں صحافیوں کا مستقبل روشن ہے۔''
میں نے ٹویٹ کیا۔
''آپ کل سے ہمیں جوائن کر لیں۔''
نئے باس نے دگنی تنخواہ کا خط دے کر کہا۔
''میڈیا انڈسٹری ترقی کر رہی ہے۔''
میں نے فیس بک پر لکھا۔
''ہم آپ کے کام سے مطمئن نہیں۔''
شوکاز لیٹر میں بتایا گیا۔
''صحافی مشکل حالات سے دوچار ہیں۔''
میں نے ٹویٹ کیا۔
''جاتے ہوئے بقایاجات لے لیجیے گا۔''
ایچ آر منیجر نے کہا۔
''میڈیا انڈسٹری زوال کا شکار ہے۔''
میں نے فیس بک پر لکھا۔

26 مئی 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قصہ چہار درویش

پہلے درویش نے کہا،
"کچھ لوگ شہد کی بوتل ہوتے ہیں۔
میٹھی چتون، میٹھی زبان، میٹھی باتیں۔
اُن سے ملنے والے مٹھاس سے بھر جاتے ہیں۔"
دوسرے درویش نے کہا،
"کچھ لوگ عطر کی بوتل ہوتے ہیں۔
لباس میں خوش بُو، اطوار میں خوش بُو، باتوں میں خوش بُو۔
ملنے والے مہکنے لگتے ہیں۔"
تیسرے درویش نے کہا،
"کچھ لوگ شراب کی بوتل ہوتے ہیں۔
آنکھوں میں خمار، باتوں میں نشہ، چال میں ترنگ۔
ملنے والے مست ہوجاتے ہیں۔"
چوتھے درویش نے کہا،
"بعضے دوسروں کی مٹھاس، مہک اور مستی کو
باہر نہیں نکلنے دیتے۔
کچھ لوگ ڈھکن ہوتے ہیں۔"

11 مارچ 2015

جہاں بدلنے کا وہ بھی گمان رکھتے ہیں
جو گھر کے نقشے میں پہلے دکان رکھتے ہیں
جمال احسانی

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اصلیت

''ہم روز بچھیا ذبح کرتے ہیں، تازہ گوشت بیچتے ہیں۔''
سؤر کا جھٹکا کرنے والے قصائی نے مونچھوں کو تاؤ دے کر بتایا۔
''ہم حفظانِ صحت کے اصولوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔''
گدھے کے گوشت کا قورمہ بنانے والے ریسٹورنٹ مالک نے کہا۔
''گوشت سے بچو بھائی! تازہ سبزیاں اور پھل کھاؤ۔''
گٹر کے پانی سے فصلیں اگانے والے کسان نے سمجھایا۔
''سیرپ پچاس روپے کا، گولیاں سو کی، کیپسول ڈیڑھ سو کے۔''
جعلی دوائیں فروخت کرنے والے کیمسٹ نے بل بنایا۔
''ہم جعل سازوں کو سخت سے سخت سزا دیں گے۔''
جعلی ڈگری والے لیڈر نے اعلان کیا۔

4 ستمبر 2015

مشورہ

تایا ابو کو منہ کا کینسر ہو گیا تھا۔
اُن کے ہونٹ سوج گئے تھے۔
کھانا پینا چھوٹ گیا تھا۔
ہر وقت اذیت کا شکار رہتے تھے۔
خالو صاحب کو گلے کا کینسر ہو گیا تھا۔
اُن کے حلق میں زخم ہو گئے تھے۔
سانس کی نالی میں تکلیف رہتی تھی۔
کچھ نگلنا ممکن نہیں رہا تھا۔
ماموں میاں کو پھیپھڑے کا کینسر ہو گیا تھا۔
مستقل کھانسی رہنے لگی تھی۔
بیٹھے بیٹھے سانس پھول جاتا تھا۔
سوتے میں بھی سانس رک جاتا تھا۔
پیارے بھائی جان!
منہ، گلے اور پھیپھڑے کے کینسر کے بارے میں مزید جاننے کے لیے
تمباکو نوشی جاری رکھیے۔

20 اپریل 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بیماری

بھائی کا حال مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا۔
وہ ایک مہینے سے اسپتال میں پڑا ہے۔
منہ میں زخم بھرے ہیں۔
نہ کچھ کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے۔
ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے کہ اُسے منہ کا کینسر ہو گیا ہے۔
آج ڈاکٹر صاحب دیکھنے آئے تو میں وہیں تھا۔
انھوں نے کہا، ''بہت دیر ہو چکی ہے۔
ہم نے تمام دوائیں آزمالی ہیں۔
آپ کے بھائی کے پاس زیادہ مہلت نہیں رہی۔
بس، اُس کے لیے دعا کریں۔''
اسپتال سے میں روتے ہوئے نکلا۔
بوجھل قدموں سے اپنی فیکٹری پہنچا
اور روزانہ کی طرح گتّے کی پڑیاں بنانے لگا۔

16 جنوری 2015

ٹیلی وژن

بازار میں آتے جاتے لوگ میری دکان پر پتھر مار دیتے ہیں۔
شہر کے بیچوں بیچ میں نے آئینوں کی دکان کھولی ہے۔
پتھراؤ سے کبھی کوئی آئینہ ٹوٹ جاتا ہے، کبھی میں زخمی ہو جاتا ہوں۔
گاہک کم ہی آتے ہیں۔ جو آتا ہے، خفا ہو کر جاتا ہے۔
ایک دن ایک نابینا فقیر نے بازار میں صدا لگائی۔
میں نے ایک سکہ کشکول میں ڈالا۔ پھر کہا،
''بابا، میرے لیے دعا کرو۔ میرے آئینے نہیں بکتے۔''
فقیر نے کہا، ''لگتا ہے کہ تیری دکان میں آئینے نہیں، مسخائینے ہیں۔
ضرور چھوٹے کو بڑا اور بڑے کو چھوٹا دکھاتے ہوں گے۔''

23 مئی 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

غلط فہمی

میں نے جیل جیسی عمارت میں داخل ہونے کے بعد مڑ کے دیکھا،
دروازے کے اوپر لکھا تھا، ''پاگل خانہ''
میں نے اُس شخص کو گھور کے دیکھا
جو مجھے بہانے سے وہاں لایا تھا۔
اُس نے نگاہیں چرالیں اور اپنے افسر کے پاس چھوڑ کے چلا گیا۔
میں نے افسر سے کہا،
''شاید یہاں سب یہی کہتے ہوں گے
لیکن میں واقعی پاگل نہیں ہوں۔''
وہ بولا، ''مجھے معلوم ہے۔''
میں نے پوچھا، ''پھر مجھے پاگل خانے کیوں لایا گیا ہے؟''
اُس نے کہا، ''آپ غلط سمجھے۔
پاگل خانہ اندر آنے والے راستے پر نہیں،
باہر جانے والے دروازے پر لکھا ہے۔''

20 اگست 2014

بُت

کل میں دو گھنٹوں تک ٹریفک جام میں پھنسا رہا۔
مجھے رہ رہ کر حافظ جی یاد آئے۔
وہ جب ملتے تھے،
تلقین کرتے تھے کہ دوسروں کا بھلا سوچو۔
وہ کہتے تھے کہ عوام الناس کو پریشان کرنے والا جہنمی ہوتا ہے۔
میں سوچتا رہا کہ
نہ جانے کون یہاں ٹریفک جام کر کے عوام کو پریشان کر رہا ہے۔
اگر وہ سامنے آجائے تو اسے حافظ جی سے ملواؤں۔
دو گھنٹے بعد پتا چلا کہ
سڑک پر مظاہرے کی وجہ سے ٹریفک پھنسا ہوا ہے۔
میں نے گاڑی سے باہر نکل کے دیکھا،
مظاہرین سے حافظ جی خطاب کر رہے تھے۔

21 فروری 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ناخلف

ایک سیانے نے پوچھا،
''تمھارے تو کئی بیٹے ہیں، تم کیوں کشکول لیے سڑک پر بیٹھی ہو؟''
میں نے کہا،
''ایک بیٹا زمین دار ہے لیکن کہتا ہے کہ کھیتی باڑی میں کچھ بچتا نہیں،
دوسرا اسمبلی کا رکن ہے لیکن کہتا ہے کہ میری کوئی آمدن نہیں،
تیسرا صنعت کار ہے لیکن کہتا ہے کہ بجلی گیس نہ ہونے سے کوئی نفع نہیں،
چوتھا کرکٹر ہے لیکن کہتا ہے کہ وہ پروفیشنل نہیں،
ہاں ایک بیٹا تنخواہ دار ہے لیکن اس کے پیسوں سے گھر چلتا نہیں۔''
سیانا بولا،
''مائی! اگر کشکول توڑنا ہے تو ڈنڈا اٹھانا پڑے گا۔''

12 جولائی 2014

کھوج

میرے بارہ سال کے بیٹے حسین نے،
جسے معلوماتِ عامہ کی کتابیں پڑھنے،
جنگلی حیات کا ٹی وی چینل دیکھنے
اور اجرامِ فلکی کے بارے میں جاننے کا بہت شوق ہے،
کل اُس بوڑھے فقیر کو،
جو کبھی کبھی ہماری گلی میں آ کر صدا لگاتا ہے
اور اُس کے بعد ہماری ڈیوڑھی میں بیٹھ کر
گزشتہ رات کا بچا ہوا کھانا کھاتا ہے،
بتایا کہ پڑوسی سیارے مریخ پر پانی مل گیا ہے۔
اندر کو دھنسی ہوئی آنکھوں،
پچکے ہوئے گالوں،
اور اُن سے بھی زیادہ پچکے ہوئے پیٹ والے
بوڑھے فقیر نے پوچھا،
''مریخ پر روٹی بھی ملی یا نہیں؟''

یکم اکتوبر 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خطرہ

نیو کراچی میں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔
کاظم صاحب نے ڈیفنس فیز فور میں بنگلہ لے لیا۔
لیکن گارڈز کے بغیر بنگلے میں رہنا خطرے سے خالی نہیں تھا۔
کاظم صاحب نسبتاً محفوظ اپارٹمنٹ بلڈنگ میں منتقل ہو گئے۔
لیکن کراچی میں رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں تھا۔
کاظم صاحب اسلام آباد منتقل ہو گئے۔
لیکن پاکستان میں رہنا ہی خطرے سے خالی نہیں تھا۔
کاظم صاحب اپنے بیٹے قاسم کے پاس پیرس منتقل ہو گئے۔
کل میں پیرس میں تھا۔ ساری شام قاسم کے ہاں گزاری۔
ہارٹ فیل ہونے سے انتقال کر جانے والے کاظم صاحب کا کل سوئم تھا۔

26 مارچ 2015

پیداوار

''منشیات کی پیداوار سے دنیا میں جرائم اور ہلاکتیں بڑھتی ہیں۔''
عالمی فلاحی تنظیم کے عہدے دار نے کہا۔
پھر اُس نے ایک لاکھ ڈالر کا چیک میرے حوالے کیا۔
''اپنے علاقے سے پوست کی فصلوں کا خاتمہ کر دو۔
کسانوں کا خسارہ پورا کرنے کے لیے یہ رہی امدادی رقم۔''
میں نے اُسے وہ چیک واپس کر دیا۔
''ہمارے کسان اپنا خسارہ برداشت کر لیں گے۔
یہ امدادی رقم امریکی حکومت کو دے دینا۔''
''کیوں؟'' اُس نے حیران ہو کر پوچھا۔
''اوباما سے کہنا، اسلحے کی فیکٹریاں بند کر دو۔'' میں نے کہا،
''اسلحے کی پیداوار سے دنیا میں جرائم اور ہلاکتیں بڑھتی ہیں۔''

14 اپریل 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

اب نہیں کوئی بات خطرے کی
اب سبھی کو سبھی سے خطرہ ہے
جون ایلیا

بٹوا

گاڑی سگنل پر رکی۔ کسی نے انگلی سے شیشہ بجایا۔
وہ ایک بھکارن تھی۔ گود میں بچہ تھا۔
سگنل گرین ہوگیا۔ میں بٹوا نکالتے نکالتے رہ گیا۔
گاڑی سگنل پر رکی۔ کسی نے انگلی سے شیشہ بجایا۔
وہ ایک لڑکا تھا۔ ہاتھ میں وائپر تھا۔
سگنل گرین ہوگیا۔ میں بٹوا نکالتے نکالتے رہ گیا۔
گاڑی سگنل پر رکی۔ کسی نے انگلی سے شیشہ بجایا۔
وہ ایک ملنگ تھا۔ ہاتھ میں کشکول تھا۔
سگنل گرین ہوگیا۔ میں بٹوا نکالتے نکالتے رہ گیا۔
گاڑی سگنل پر رکی۔ کسی نے انگلی سے شیشہ بجایا۔
وہ پتا نہیں کون تھا۔ ہاتھ میں پستول تھا۔

12 اپریل 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

فطرت

میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ بڑے صاحب رشوت کیوں لیتے ہیں۔
بڑا بنگلہ، بڑی گاڑی، بڑی تنخواہ، کیا نہیں تھا اُن کے پاس۔
لیکن پھر بھی ہر سائل سے رشوت مانگتے تھے۔
ایک دن میں واحد کے سامنے یہ بات کہہ بیٹھا۔
وہ مجھے اپنے گھر لے گیا۔
مجھے چائے کی پیالی تھمائی
اور اپنی بلی کے پیالے میں مہنگا کیٹ فوڈ ڈالا۔
بلی کھاتے کھاتے اچانک اچھلی اور ایک مکھی پکڑ کے کھالی۔
واحد نے کہا، ''دیکھا تم نے؟
کچھ لوگ فطرتاً ایسے ہوتے ہیں۔
نصیب سے کتنا ہی مل جائے،
مکھی کھانے سے باز نہیں آتے۔''

18 اپریل 2015

آپریشن

میرے دوست کی کمپنی میں بڑا افسر بننے کے لیے
آپریشن کرانا پڑتا ہے۔
میرے دوست کا گزشتہ دنوں آپریشن ہوا۔
میں خیریت لینے گھر پہنچا تو اُس کا حال اچھا نہیں تھا۔
وہ مجھے نہیں پہچان سکا۔
اُس کی آنکھیں اوپر کو چڑھی رہیں۔
میں نے ہم دردی کا اظہار کیا تو وہ سخت غصہ ہوا۔
مجھے بہت دکھ ہوا۔ میں نے اُس کے بھائی سے پوچھا،
''اِسے کیا ہو گیا ہے؟ آواز کیوں کرخت ہو گئی؟''
بھائی نے کہا،
''آپریشن کر کے بھائی کی گردن میں سریا ڈالا گیا ہے۔
گردن میں سریا آجائے تو آواز کرخت ہو ہی جاتی ہے۔''

13 مئی 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سائیڈ بزنس

"ہمارے اسکول کی شہر میں دس شاخیں ہیں۔"
میں نے مطلع کیا،
"ہر شاخ میں اوسطاً پانچ سو بچے پڑھتے ہیں۔"
"یہ ہوئے پانچ ہزار طالبِ علم۔" اُس نے حساب کیا۔
"ہر طالبِ علم ہر سال اوسطاً دس کتابیں خریدتا ہے۔"
میں نے بتایا۔
"یہ ہوئیں کل پچاس ہزار کتابیں۔" اُس نے کیلکولیٹر بجایا،
پھر مجھے ایک چیک دے کر بولا،
"اپنے کورس میں ہماری کتابیں شامل رکھیں۔
سو روپے فی کتاب کے حساب سے یہ رہے پچاس لاکھ۔"
وہ ہاتھ ملا کر رخصت ہو گیا۔
میں نے انٹرکام پر اپنے سیکریٹری سے کہا،
"یونیفارم والے کو میرے کمرے میں بھیج دو۔"

16 اگست 2015

رسید

گزشتہ روز میں واحد کو اسپتال لے گیا۔
اُس کے سر میں درد تھا۔ دھڑکن تیز تھی۔
مہنگے ڈاکٹر نے مریض سے پہلے فیس کی رسید دیکھی۔
معائنے کے بعد تشویش سے کہا،
"سر میں درد ہے، ایم آر آئی کروانا پڑے گا۔
لیکن پہلے ای سی جی کی رپورٹ لا کر دکھائیں۔"
میں واحد کو ایمرجنسی کے بجائے کینٹین لے گیا۔
جوس پینے کے بعد کم فیس والے فزیشن کی رسید کٹوائی۔
نوجوان ڈاکٹر نے معائنہ کر کے کہا،
"آج کل گرمی بہت ہے۔
سر درد اور تیز دھڑکن ڈی ہائیڈریشن کی وجہ سے ہے۔
جاؤ، جا کر دو چار گلاس پانی پیو۔"

16 اکتوبر 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پرچی

''کیا آپ فاروقی صاحب کے نام رقعہ لکھ دیں گے؟''
میں نے ماموں سے کہا۔
ماموں رکنِ اسمبلی اور فاروقی صاحب ایک بینک کے صدر تھے۔
ماموں نے رقعہ لکھ دیا۔ مجھے ملازمت مل گئی۔
میں نے دس سال تک خوب محنت کی۔
ڈپازٹس لایا، کلائنٹس کو بہتر سروس دی، لیٹ سٹنگ کی،
کئی کورس بھی کر لیے۔
لیکن پھر ایک جونیئر اور نااہل افسر کو میرا باس بنا دیا گیا۔
میرا دل ٹوٹ گیا۔ ماموں سے شکایت کی تو انھوں نے کہا،
''بیٹے! جس ادارے میں سفارش پر نوکری پاؤ گے
وہاں سفارشی لوگوں ہی کے ماتحت رہنا پڑے گا۔''

3 جولائی 2015

لائسنس

کل رونگ سائیڈ سے آنے والا ایک رکشا میری کار سے ٹکرا گیا۔
رکشے والے کو معمولی خراشیں آئیں۔
''تمھیں ٹیٹنس کا انجکشن لگوانا پڑے گا۔''
میں یہ کہہ کر اُسے اپنے کلینک لے آیا۔
میرے ملازموں نے اُسے کرسی سے باندھ دیا۔
''مجھے میڈیکل کالج میں داخلہ نہیں مل سکا تھا۔
اب یوں شوق پورا کرتا ہوں۔''
میں نے سرنج بھرتے ہوئے بتایا۔
رکشے والے کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔
اُس نے لرزتی آواز میں کہا،
''تمھارے پاس ڈاکٹری کی ڈگری نہیں۔
کلینک کیوں چلاتے ہو؟''
میں نے پیار سے پوچھا،
''تمھارے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہیں۔
رکشا کیوں چلاتے ہو؟''

29 جولائی 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کیلکولیٹر

میں روزانہ ڈائری میں اپنی نیکیوں کا گوشوارہ بناتا تھا۔
حساب میں کم زور ہوں، بڑی دقت ہوتی تھی۔
ایک شب نورانی صورت والے بزرگ دکھائی دیے۔
مجھے ایک کیلکولیٹر دے کر کہا،
''آئندہ اِس پر نیکیاں شمار کرنا۔''
میں نے تبرّک کو آنکھوں سے لگایا۔
صبح شام اُس پر حساب کتاب کرنے لگا۔
لیکن چند دن بعد کیلکولیٹر خراب ہوگیا۔
میں پریشان بیٹھا تھا کہ بزرگ کا ظہور ہوا۔
میں نے شکایت کی،
''حضور! یہ کیلکولیٹر میری نیکیاں شمار نہیں کر رہا۔''
بزرگ نے پوچھا،
''آخری بار کس چیز کا حساب لگایا تھا؟''
میں نے بتایا، ''پڑوسی کے گناہوں کا۔''

2 اگست 2015

ڈرائنگ

میں ہاف ٹائم میں اسکول کے باغ میں چلا جاتا تھا۔
کبھی کوئی پھول توڑ لیا، کبھی کوئی پتا۔
ایک دن ماسٹر عبدالشکور نے کہا،
''ڈرائنگ کی کاپی میں ایک درخت کی تصویر بناؤ۔''
میری ڈرائنگ اچھی تھی۔
میں نے برگد کی خوب صورت تصویر بنائی۔
بے شمار شاخوں، بے حساب پتوں والا،
گھنا، چوڑا، بوڑھا برگد!
تصویر ماسٹر صاحب کو پیش کی۔
انھوں نے دیکھتے ہی اس پر قینچی چلادی۔
میں دھک سے رہ گیا۔
انھوں نے پوچھا، ''تصویر کٹی تو کیسا لگا؟''
میں نے بتایا، ''میرا دل کٹ گیا۔''
ماسٹر صاحب نے کہا،
''آئندہ کوئی پتا مت توڑنا۔''

7 اکتوبر 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سخی داتا

ملنگوں کی محفل تھی
اور ذکر یہ کہ سب سے بڑا سخی کسے پایا۔
''میں ایک جوہری سے واقف ہوں۔
اُس نے مرنے سے پہلے
اپنے ہیرے غریبوں میں بانٹ دیے تھے۔''
ایک ملنگ نے اپنا کشکول اٹھا کر دکھایا،
''ایک ہیرا یہ رہا۔''
''میں ایک عالم سے آشنا ہوں۔
اُس نے مرنے سے پہلے
اپنی کتابیں طالب علموں میں تقسیم کر دی تھیں۔''
ایک درویش نے اپنا تھیلا اٹھا کر دکھایا،
''ایک مخطوطہ یہ رہا۔''
''ایک سخی کو میں بھی جانتا ہوں۔
اُس نے مرنے سے پہلے
اپنے اعضا عطیہ کر دیے تھے۔''
میں نے اپنی قمیص اٹھا کر دکھائی،
''ایک گردہ یہ رہا۔''

9 اگست 2015

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو پرائی بات
پر ہم سے تو تھمی نہ کبھو منہ پہ آئی بات
میر

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

شرح

میں یومِ پاکستان کے لیے پرچم بنا رہا تھا
کہ میرا دوست واحد آن پہنچا۔
اُس نے سوال کیا، ''کیا بنا رہے ہو؟''
میں نے کہا، ''نظر نہیں آ رہا؟ پرچم بنا رہا ہوں۔''
اُس نے پوچھا، ''پرچم کا کچھ حصہ سفید کیوں ہے؟''
میں نے بتایا، ''سفید حصہ اقلیتوں کی نشان دہی کرتا ہے۔''
واحد کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر بولا،
''بہت سے غیر مسلم، ملک چھوڑ گئے ہیں۔
یہ سفید حصہ کچھ کم کر دو۔''
میں نے اُسے سمجھایا،
''ہاں بہت سے غیر مسلم، ملک چھوڑ گئے ہیں۔
لیکن ہم نے کفر کے فتوے دے دے کر
اتنی ہی اقلیتیں دوبارہ بنا دی ہیں۔''

23 مارچ 2015

اطمینان

تُربت میں فائرنگ، 2 افراد جاں بحق
عبداللہ بلوچ: دہشت گردی تو ہوئی ہے لیکن اس کا نشانہ پنجابی ہیں۔
کوئٹہ میں فائرنگ، 2 افراد جاں بحق
عبداللہ خان: دہشت گردی تو ہوئی ہے لیکن اس کا نشانہ بلوچ ہیں۔
مردان میں فائرنگ، 2 افراد جاں بحق
عبداللہ بھٹو: دہشت گردی تو ہوئی ہے لیکن اس کا نشانہ پختون ہیں۔
لاڑکانہ میں فائرنگ، 2 افراد جاں بحق
عبداللہ دہلوی: دہشت گردی تو ہوئی ہے لیکن اس کا نشانہ سندھی ہیں۔
کراچی میں فائرنگ، 2 افراد جاں بحق
عبداللہ آرائیں: دہشت گردی تو ہوئی ہے لیکن اس کا نشانہ مہاجر ہیں۔

15 مئی 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

استقبال

گزشتہ سال اکتیس دسمبر کو میں جنیوا میں تھا۔
ایک تقریب میں بات نکلی کہ کون کیسے نئے سال کا استقبال کرتا ہے۔
ایرانی دوست نے کہا، ''ہم سال کے آغاز پر خدا کا نام لیتے ہیں۔
سارا سال شکرانے کے سجدے کرتے گزرتا ہے۔''
جاپانی ادیب نے کہا، ''ہم سال کی ابتدا پھولوں کے ساتھ کرتے ہیں۔
سارا سال خوشبوؤں کے ساتھ گزرتا ہے۔''
سوئس میزبان نے کہا، ''ہم سال کا سواگت محبوبہ کے ساتھ کرتے ہیں۔
سارا سال محبت کے ساتھ گزرتا ہے۔''
میں آخر میں اتنا کہہ سکا،
''ہم نئے سال کا آغاز گولیاں چلا کر کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔''

31 دسمبر 2014

تہوار

''یہ کیسے معلوم کریں کہ کوئی قوم قانون پسند ہے یا نہیں؟''
میں نے سماجیات کے استاد پروفیسر جانسن سے پوچھا۔
''اُس کا ٹریفک دیکھیں، ٹریفک سگنل کا احترام دیکھیں۔''
پروفیسر صاحب نے کہا۔
''اور امن و امان کی صورتِ حال کا اندازہ کیسے لگائیں؟''
''اقلیتوں کی کسی عبادت گاہ کا دورہ کرلیں۔''
''کسی قوم کے مہذب ہونے کا یقین کیسے کریں؟''
''اُس کے سیاست دانوں کے بیانات پڑھ لیں، اُن کی زبان سن لیں۔''
''اور کسی قوم کے اتحاد یا انتشار کا سراغ کیسے لگائیں؟''
''صرف یہ دیکھ لیں کہ کیا پوری قوم تہوار ساتھ مناتی ہے یا نہیں۔''

18 جولائی 2015

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

غدار

''جو شخص اتوار کو گرجا گھر آتا ہے،
میرا وعظ سنتا ہے، میرے فرقے کی بائبل کا مطالعہ کرتا ہے،
صرف وہی سچا عبادت گزار ہے۔''
پادری نے فیصلہ سنایا۔
''اور جو ایسا نہیں کرتا؟'' کسی نے پوچھا۔
''وہ کافر ہے۔'' پادری نے غضب ناک ہو کر کہا۔
''جو شخص بادشاہ سلامت کو سلام کرنے آتا ہے،
اُن کا خطاب سنتا ہے، گھر میں اُن کی تصویر لگاتا ہے،
صرف وہی سچا محبِ وطن ہے۔''
درباری نے فیصلہ سنایا۔
''اور جو ایسا نہیں کرتا؟''
''وہ غدار ہے۔''
بہت جلد قوم دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔
آدھی آبادی کافر تھی، آدھی غدار!

26 اپریل 2014

جذبہ

صدیقی چھت پر پرچم لگاتے ہوئے گر گیا۔
بازو ٹوٹ گیا، اسپتال میں پڑا ہے۔
کاظمی چراغاں کے لیے
برقی مرچیں لگاتے ہوئے کرنٹ کھا بیٹھا۔
مکیش موٹر سائیکل پر جھنڈا لگا کر گھوم رہا تھا
کہ جانے کیسے پھسل گیا۔
میں خود ہرا بیج خریدنے نکلا تو جیب کٹ گئی۔
ارے، میں کیا باتیں لے بیٹھا۔
اصل میں بتا یہ رہا تھا
کہ میں نے جھنڈا بازار میں ایک دکان دار سے پوچھا،
''آج یہاں اتنا رش کیوں ہے؟''
دکان دار نے کہا،
''جب سے غدار غدار کے نعرے لگنا شروع ہوئے ہیں،
کراچی میں قومی پرچم کے خریداروں میں اضافہ ہو گیا ہے۔''

7 اگست 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

پرچم

ہر سال یوم آزادی کی تقریب میں شرکت کرتا ہوں،
ہر بار لباس کا انتخاب مسئلہ بن جاتا ہے۔
پچھلے سال میں نے کھلاڑیوں جیسی ٹی شرٹ پہن کر دیکھی
لیکن وہ چست لگی۔
سبز بُشرٹ خریدی۔ وہ بھی تنگ محسوس ہوئی۔
پھر گہرے ہرے رنگ کی قمیص سلوائی۔
مطمئن نہیں ہوا
لیکن مجبوراً وہی قمیص پہن کر تقریب میں گیا۔
وہاں میرا دوست واحد بھی آیا۔
میں نے اُس کے کان میں سرگوشی کی،
"لاکھ چھپاتا ہوں لیکن یہ توند نہیں چھپتی۔"
واحد نے کہا،
"حرام کھا کھا کر نکلا ہوا پیٹ
قومی پرچم اوڑھ لینے سے نہیں چھپ سکتا۔"

13 اگست 2015

سرٹیفکیٹ

"وطن فروش، بیرونی ایجنٹ، غدار کہیں کے!"
محبِ وطن تاجروں نے مجھے دیکھ کر نعرے لگائے۔
"خبردار! کوئی مجھے غدار نہ کہے۔"
میں نے ایک کاغذ لہرایا،
"میرے پاس حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ ہے۔"
سب کو سانپ سونگھ گیا۔
پھر ایک محبِ وطن تاجر نے کہا،
"ہمیں بھی بنوانا ہے یہ سرٹیفکیٹ!"
میں اُن سب کو لے کر ایک دفتر پہنچا۔
وہاں قطار میں دو چار آدمی کھڑے تھے۔
کسی نے پوچھا، "یہ کس محکمے کا دفتر ہے؟"
میں نے کہا، "انکم ٹیکس کا۔"
چند منٹ بعد پیچھے مڑ کے دیکھا،
حب الوطنی کے نعرے باز غائب ہو چکے تھے۔

15 ستمبر 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

رشتہ

''میں اگلے مہینے ایک پڑوسی ملک جا رہا ہوں۔''
میں نے اپنے کوریائی دوست کو بتایا۔
ہم ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں ساتھ کام کرتے ہیں۔
وہ خوش ہونے کے بجائے تشویش میں مبتلا ہو گیا۔
''کوئی خاص وجہ؟'' اُس نے پوچھا۔
''بس یونہی، گھومنے پھرنے۔''
''کچھ پیسے اور جمع کر لو۔ یورپ یا امریکا چلے جاؤ۔''
''لیکن کیوں؟'' میں نے حیران ہو کر پوچھا۔
کوریائی دانش ور نے کہا،
''پڑوسی ملکوں سے کچھ شہریوں کا نسلی رشتہ ہوتا ہے،
کچھ کا مذہبی،
کچھ کی نظریاتی ہم آہنگی ہوتی ہے۔
ایسا نہ ہو کہ کبھی برا وقت آئے تو تمھیں غدار قرار دے دیا جائے۔''

29 ستمبر 2015

غائب

وہ اُڑن کھٹولا ہوا میں تیرتا تھا، بادلوں میں غائب ہو جاتا تھا۔
اُس کی چھت پر پنکھا چلتا تھا۔
میں زمین سے دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔
ایک دن اُسے اڑانے والے سے ملاقات ہوئی۔
''آسمان کی سیر کرو گے؟'' اُس نے پوچھا۔
خوشی نے مجھے گنگ کر دیا، منہ کھلا رہ گیا۔
میں بلوچستان کے پہاڑوں میں پیدا ہوا،
بلندی سے نظارہ کرنا معمول تھا۔
لیکن بادلوں کے اوپر کیا ہے، یہ نہیں پتا تھا۔
میں نے پیشکش قبول کر لی۔
اُڑن کھٹولا زمین اور آسمان کے بیچ جا کر کھڑا ہو گیا۔
پھر اُس مہربان نے کہا،
''شاباش! اب کود جاؤ۔''

7 اپریل 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہے آپ کے ہونٹوں پہ جو مسکان وغیرہ
قربان گئے اِس پہ دل و جان وغیرہ
انور مسعود

گدھپن

میرے خالو کا گدھا روزانہ اخبار پڑھتا تھا۔
ایک دن میں نے اسے اپنے ٹی وی ٹاک شو میں مدعو کرلیا۔
پہلا سوال کیا، ''آج کل فوج اور حکومت کے تعلقات کیسے لگتے ہیں؟''
اس نے کہا، ''ڈھینچوں ڈھینچوں۔''
دوسرا سوال کیا، ''کیا ملک میں مارشل لا کا خطرہ ہے؟''
کچھ سوچ کر بولا، ''ڈھینچوں ڈھینچوں۔''
تیسرا سوال کیا، ''کون سی قوتیں ملک میں انقلاب لانا چاہتی ہیں؟''
مسکرا کے جواب دیا، ''ڈھینچوں ڈھینچوں۔''
تنگ آکر میں نے کہا، ''ہمارے ملک میں اظہار رائے کی آزادی ہے۔
تم کھل کر رائے کیوں نہیں دیتے؟''
کہنے لگا، ''میں اتنا بھی گدھا نہیں ہوں۔''

27 جون 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ڈاکو

''اپنا موبائل میرے حوالے کردو۔''

نقاب پوش ڈاکو نے پستول لہرا کے کہا۔

میں نے اتنے زور کا طمانچہ مارا کہ اس کا وجود ہل گیا۔

نقلی پستول نیچے گر گیا۔

وہ خود بھی نیچے گر گیا اور میرے پیر پکڑ لیے۔

''مجھے معاف کردو صاحب!''

وہ میرا اپنا ڈرائیور چھیما تھا۔

میرے ہی گھر کے قریب اندھیرے میں چھپ کر واردات کرنا چاہتا تھا۔

''حرام خور! تجھے میرے سوا کوئی نہیں ملا فون چھیننے کو؟''

میں نے کہا۔

''مجھے بیگم صاحبہ نے کہا تھا۔''

وہ رونی صورت بنا کر بولا، ''وہ کہہ رہی تھیں،

گھر آ کر بھی ہر وقت فون میں گھسے رہتے ہیں۔''

27 اگست 2014

پڑیا

''حکیم صاحب! میرے سر میں اکثر درد رہتا ہے۔'' میں نے بتایا۔

انھوں نے میری نبض تھام لی۔

''تمھاری صحت بالکل ٹھیک ہے۔'' انھوں نے فیصلہ سنایا۔

''لیکن میرے سر میں واقعی درد رہتا ہے۔'' میں بلبلایا۔

انھوں نے ایک پڑیا بنا کر دی۔

''یہ صبح اور شام کو چائے میں ملانا۔

کچھ دیر جبڑا سُن رہے گا اور بولنا مشکل ہو جائے گا

لیکن سر میں درد نہیں رہے گا۔''

میں طریقہ استعمال سمجھ کر مسکرا دیا۔

اب روز وہ سفوف صبح اور شام کی چائے میں ملا دیتا ہوں۔

بیوی کا جبڑا سُن رہتا ہے اور میرے سر میں درد نہیں ہوتا۔

7 دسمبر 2014

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

قیں قیں

''کیا مجھے دس پندرہ کوّے مل سکتے ہیں؟'' میں نے پوچھا۔
پرندوں کی دکان کے مالک کا منہ کھلا رہ گیا۔
طوطے کی چونچ جیسی اُس کی ناک حیرت سے سرخ ہوگئی۔
''اور چار چھ شکرے،
جو کبوتر دیکھتے ہی جھپٹ پڑتے ہوں۔''
اِس بار اُس نے اثبات میں سر ہلایا۔
''اور دس بیس بطخیں،
جو قیں قیں کر کے نعرے لگاتی ہوں۔''
اُس نے آنکھیں گھمائیں۔
''اور کئی ہزار اُلّو،
جو کئی کئی گھنٹے تک ساکت بیٹھے رہتے ہوں۔''
''اتنے پرندوں کا کیا کرو گے؟''
طوطے کی چونچ نے پوچھا۔
میں نے ناک کھجاتے ہوئے کہا،
''سیاسی جماعت بناؤں گا۔''

8 اپریل 2015

حلف

میں صدقِ دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ
خلوصِ نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا،
اور بحیثیت کپتان پاکستان کرکٹ ٹیم
ہر میچ جیتنے کی کوشش کروں گا،
سلیکشن کمیٹی سے کسی کھلاڑی کی سفارش نہیں کروں گا،
آئی سی سی کے ضابطہ اخلاق کی پابندی کروں گا،
اور ہر میچ میں اسپورٹس مین اسپرٹ کا مظاہرہ کروں گا،
امپائر کے کسی فیصلے پر احتجاج نہیں کروں گا،
انکم ٹیکس پورا ادا کروں گا،
ایف بی آر سے کوئی رعایت نہیں مانگوں گا،
اور یہ کہ میں
ورلڈ کپ جیتنے کے بعد سیاسی جماعت نہیں بناؤں گا۔

16 نومبر 2014

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

جِن

میں اپنے دوست کو دیکھنے اسپتال پہنچا۔
وہاں اُس کا بھائی موجود تھا۔
''اسد کو کیا ہوا؟'' میں نے پوچھا۔
''اُس پر جِن چڑھ گیا تھا۔'' بھائی نے بتایا۔
''پیر صاحب نے رات بھر جِن کی ڈنڈوں سے پٹائی کی۔
صبح اسد کو اسپتال پہنچانا پڑا۔''
مجھے غصہ آ گیا۔ وہاں سے سیدھا پیر کے ٹھکانے پہنچا۔
ایک مرید نے بتایا کہ وہ اسپتال میں داخل ہیں۔
''پیر کو کیا ہوا؟'' میں نے پوچھا۔
''پیر صاحب پر جِن چڑھ گیا تھا۔'' اُس نے بتایا،
''پولیس نے رات بھر جِن کی ڈنڈوں سے پٹائی کی۔
صبح پیر صاحب کو اسپتال پہنچانا پڑا۔''

10 ستمبر 2014

فِش

''آج کیا پکایا ہے؟''
میں نے بیگم کو فون کر کے پوچھا۔
''بہت مزے کی مچھلی بنائی ہے۔''
بیگم نے چٹخارے لے کر بتایا۔
''واہ جی واہ!'' میں خوش ہو گیا۔
''پاپلیٹ، رہو، ڈمرا، سرمئی، ٹونا یا سارڈین؟''
بیگم نے کہا، ''وہ بعد میں بتاؤں گی۔
لیکن دفتر سے ذرا جلدی آیئے گا
ورنہ مون سب نمٹا دے گا۔''
مون میرے پپّو بھائی کا نام ہے۔
گھر پہنچتے ہی میں نے جلدی جلدی ہاتھ دھوئے
اور ڈائننگ ٹیبل پر پہنچ گیا۔
''آج جو فِش بنائی ہے، اُس کا نام بتاؤ ناں۔''
میں نے بے تابی سے کہا۔
بیگم نے فرمایا،
''ٹائیں ٹائیں فش!''

9 فروری 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کومپلیمنٹری

کسی نے بتایا تھا کہ اُس کیسینو کا کھانا بہت مزے دار ہوتا ہے۔
میں اچھا کھانا کھانے کا شوقین ہوں۔
جس شہر جاتا ہوں، وہاں کی خاص ڈش ضرور چکھتا ہوں۔
دیس دیس کے کھانے کھا چکا ہوں۔
گھاٹ گھاٹ کا پانی پی چکا ہوں۔
لیکن ہمیشہ ہوٹلوں ہی میں کھایا پیا تھا۔
پہلی بار کھانا کھانے کیسینو پہنچا۔
میں نے کئی طرح کی ڈشیں بنوالیں۔ کھانا واقعی مزے دار تھا۔
آخر میں ویٹر میرے کہے بغیر سویٹ ڈش لے آیا۔
''یہ کومپلیمنٹری ہے!'' اُس نے بتایا۔
''کیا شے ہے؟'' میں نے پوچھا۔
''آپ کی عزت کا فالودہ سر!''

27 فروری 2015

کرکٹ ورلڈکپ کے دوران پاکستان کے چیف سلیکٹر معین خان نیوزی لینڈ کے ایک کیسینو میں پائے گئے تو اسکینڈل بن گیا۔ انھوں نے وضاحت کی کہ وہ وہاں جوا کھیلنے نہیں، کسی کے ساتھ کھانا کھانے گئے تھے۔

الوداع

ورلڈ کپ کوارٹر فائنل کے بعد
انیس سال کے شان دار کریئر کا حسرت ناک انجام
افسوس صد افسوس!
تم پہلے دن سے سب کی توجہ کا مرکز بن گئے تھے
بلاشبہ آخری دن تک آنکھوں میں رنگ بھرتے رہے
کوئی چار سو دن ڈے،
ستر پچھتر ٹی ٹوینٹی میچ، پچیس ستائیس ٹیسٹ
کئی رس بھرے اسکینڈل، بہت سے سچے جھوٹے ڈرامے
بے شمار نیوز بلیٹن اور ٹاک شوز
دو سو ہالی ووڈ، پانچ سو بولی ووڈ فلمیں
لیکن ہر کمال کو زوال ہے
کوارٹر فائنل میں شکست پر
میرے ہاتھوں سے ٹوٹنے والے
چوبیس انچ کے رنگین جاپانی ٹیلی وژن سیٹ الوداع!

22 مارچ 2015

اس کہانی کا خیال دفتر کے ساتھی ریحان عادل شامی کی ایک فیس بک پوسٹ سے آیا۔

www.bookmaza.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ولن

''کیا تم تھری ڈی میں کام کرو گی؟''

شعیب منصور نے پیشکش کی تو میں خوشی سے اچھل پڑی۔

میں نے سوچا، 'تھری ڈی فلم جیو والے ریلیز کریں گے۔

میں حمیمہ ملک کی طرح راتوں رات مشہور ہو جاؤں گی۔'

میں نے سر ہلایا تو وہ بولے، ''صرف ہزار روپے دوں گا۔''

مجھے خیال آیا کہ پہلی فلم کا معاوضہ کم ہی ملتا ہے۔

مشہور ہونے کے بعد ہیروئنیں لاکھوں کروڑوں کماتی ہیں۔

''منظور ہے۔'' میں نے جلدی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' شعیب منصور بولے،

''سامنے والی بلڈنگ ہے۔ جھاڑو پونچھا کرنے صبح آجانا۔

فلیٹ نمبر یاد رکھنا، تھری ڈی۔''

5 اپریل 2014

یہ مسائلِ تصوف، یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے، جو نہ بادہ خوار ہوتا
مرزا غالب

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سولفظوں کی کہانی کیسے لکھیں

سولفظوں کی کہانی لکھنا کوئی مشکل کام نہیں۔ میں آپ کو ایک ترکیب بتاتا ہوں۔

ایک اچھی سی کہانی لکھیے۔ کیا یہ سو سے زیادہ لفظوں کی ہے؟ اچھا تو پھر اس میں سے بہترین سو الفاظ منتخب کر لیجیے۔ مبارک ہو! آپ نے سولفظوں کی پہلی کہانی لکھ لی۔

میں نے جب سولفظوں کی پہلی کہانی لکھی تھی، اور اُس کا نام 'مسکراہٹ' تھا، تو بہت پُرجوش تھا۔ میں کسی کو یہ بات نہیں بتانا چاہتا تھا کہ میں نے ایک نئی صنف میں کہانی لکھی ہے۔ میرا خیال تھا کہ دوسرے لکھنے والے فوراً دو چار کہانیاں لکھ ماریں گے اور دعویٰ کریں گے کہ پہلی کہانی میں نے نہیں، اُنھوں نے لکھی ہے۔

ایسا کچھ نہیں ہوا۔ میں نے سو سولفظوں کی سو کہانیاں لکھ ڈالیں اور ''نمک پارے'' اپریل 2013ء میں چھپ گئی۔ ایک سال بعد ''شکر پارے'' بھی آ گئی اور اب ڈیڑھ سال سے جنگ میں روزانہ ایک کہانی شائع ہو رہی ہے لیکن کسی ممتاز افسانہ نگار نے اِس نئی صنف کو گھاس نہ ڈالی۔

تو کیا سولفظوں کی کہانی کوئی اور نہیں لکھے گا؟ کیا یہ لوگوں کو پسند نہیں آئی؟ یا یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آئی؟ کیا کسی نے اِسے لکھنے کی کوشش نہیں کی؟ یا کوئی اِسے لکھنے کا طریقہ نہیں سمجھ سکا؟

جو بات میری سمجھ میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک پیشہ ور صحافی ہونے کی وجہ سے متن کو ایڈٹ کرنا اچھی طرح جانتا ہوں۔ کہانی لکھتا ہوں تو اُسے سولفظوں کے چاک پر نسبتاً آسانی سے اپنی مرضی کی شکل دے سکتا ہوں۔ دوسرے کہانی لکھنے والوں کے لیے کوئی پابندی قبول کرنا آسان نہیں۔ اگر پابندی قبول کرنے کی روایت برقرار رہتی تو نثری نظم کیوں وجود میں آتی؟

لیکن نثری نظم تو امریکا اور یورپ میں بھی ہے۔ وہ لوگ تو پھر بھی سو، پچاس اور پچیس لفظوں

کی پابندی قبول کر کے کہانیاں لکھ رہے ہیں؟

کیا میں آپ کو ایسی کہانی لکھنے کا طریقہ بتاؤں؟ کیا آپ ایسی کہانی لکھنا چاہیں گے؟

سولفظوں کی کہانی لکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اِسے کمپیوٹر پر لکھیں۔ اِن پیج کے علاوہ مائیکروسافٹ ورڈ میں بھی اردو تحریر لکھی جا سکتی ہے۔ آپ لکھتے جائیں گے اور یہ دونوں سافٹ ویئر بتاتے جائیں گے کہ آپ کتنے لفظ لکھ چکے ہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ کہانی کا عنوان سولفظوں میں شامل نہیں ہوتا۔ سابقے اور لاحقے استعمال کرتے ہوئے اسپیس دینا پڑے گا ورنہ کمپیوٹر الفاظ کی گنتی میں گڑبڑ کر دے گا۔ کئی مفرد لفظ ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کا دھیان خود رکھنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر 'بدمعاش' کو ملا کر لکھیں گے تو کمپیوٹر بدمعاشی کرے گا اور اسے ایک لفظ قرار دے گا۔ 'سافٹ ویئر' کو توڑ کر لکھنا پڑے گا اور سافٹ ویئر اسے دو الفاظ قرار دے گا۔

سولفظوں کی کہانی زندگی کا کوئی ایک پہلو ہی دکھا سکتی ہے۔ یہ بہترین پہلو بھی ہو سکتا ہے اور بدترین بھی۔ اِس کا اختتام ڈراؤنا بھی ہو سکتا ہے اور خوش گوار بھی۔ آخری سطر چونکا دینے والی ہو تو کہانی اچھی سمجھی جاتی ہے لیکن سوچنے پر مجبور کر دے تو بہت اچھی۔

جب کوئی سولفظوں کی کہانی کو افسانچہ کہتا ہے تو مجھے اچھا نہیں لگتا۔ افسانچے کی اصطلاح کبھی اشتہارات کی پیروڈی کے لیے استعمال کی جاتی ہے اور کبھی کشیفوں کے لیے۔ سولفظوں کی کہانی ایک سنجیدہ معاملہ ہے۔ اگر اِس کی آخری سطر آپ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر دے تب بھی یہ لطیفہ نہیں بن جاتی۔

میں تو خیر طویل افسانوں میں بھی ہر قسم کے اسلوب اور تجربے کو روا سمجھتا ہوں لیکن سولفظوں میں تجربات کرنے کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں۔ امریکی ادیب ایسی مختصر کہانیوں کو ہر انداز سے کہہ رہے ہیں۔ کوئی کہانی ایک خط میں مکمل ہو جاتی ہے، کوئی ایک دعوت نامے میں، کوئی قصہ اخبار کی خبر میں پورا ہو جاتا ہے اور کوئی فقط ایک کردار کی خودکلامی میں۔

اس کتاب میں ہر ڈھب کی کہانی موجود ہے۔ اگر آپ کو یہ کہانیاں پڑھ کے لُطف آیا تو کتاب کی قیمت وصول ہوئی۔ اگر آپ نے خود بھی ایک کہانی لکھ ڈالی تو میری محنت وصول ہوئی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

گنتی کی الجھن

اگر مجھ سے پہلے کوئی اردو میں لفظ گن کر کہانیاں یا مضامین لکھتا یا نظمیں کہتا تو میں اُس سے پوچھتا کہ لفظ کیسے گنے؟ ایسا کوئی نہیں ملا تو یہ فکر سوار ہوگئی کہ میں لکھوں گا تو یہی سوال مجھ سے کیا جائے گا۔

میں کوئی ماہرِ لسانیات نہیں، شاعر ادیب نہیں، نِرا صحافی ہوں جس کا کام دوسروں کے منھ سے نکلے ہوئے الفاظ کو پکڑنا ہے اور اپنے پکڑے ہوئے الفاظ کو بگاڑنا ہے۔ کچھ لوگ الزام لگاتے ہیں کہ صحافی خبر کو بھی بگاڑ دیتے ہیں اور معاشرے کو بھی بگاڑ رہے ہیں۔ میں کسی سے نہیں بگاڑنا چاہتا اِس لیے ایسی باتوں پر نہیں بگڑتا۔

لیکن مجھے اِس سوال کا جواب ڈھونڈنا ہے اور دوسروں کو دینا ہے کہ الفاظ کو کیسے گنیں؟

میں نے اپنی کتاب ''نمک پارے'' میں ''انکل پنچو'' کے عنوان سے ایک مضمون شامل کیا تھا جس میں یہ رونا رویا تھا کہ ماہرینِ لسانیات بھی اِس اَمر میں یک سُو نہیں کہ کسے ایک لفظ گنیں اور کسے دو الفاظ قرار دیں۔

بہت سی مشکل میں تھوڑی سی آسانی اس طرح سوچی کہ عربی، فارسی اور انگریزی کے الفاظ کو ان کی لغات کے مطابق گنا جائے۔ یعنی درکنار فارسی اور ملک الموت عربی قاعدے سے دو دو الفاظ ہوئے۔ انگریزی ڈکشنری میں آئی فون ایک اور آئس کریم دو الفاظ ہیں۔ مخففات اگر ایک لفظ کی صورت میں نہیں بولے جاتے تو انھیں ان کی تعداد کے مطابق شمار کیا جائے گا۔ یعنی ناسا ایک لفظ ہوا اور این جی او تین الفاظ۔ ٹی وی، فیس بک، ری اسٹارٹ، ان ڈو،

سافٹ ویئر، ہوروسکوپ، ایئرپورٹ، گولڈفش اور سی ہارس انگریزی معیار کے مطابق مفرد ہیں۔

میں سابقے اور لاحقے والے تمام الفاظ کو دو دو شمار کرتا ہوں کیوں کہ انھیں مرکبات سمجھا جاتا ہے۔ وزیراعظم بھی دو الفاظ ہیں اور وزیراعلیٰ بھی۔ قید بامشقت، باخبر ذرائع اور نامعلوم افراد تین تین الفاظ ہیں۔

ہر سنہ اور ہندسے کو ایک لفظ قرار دیا گیا ہے۔ اس کا کلیہ یہ ہے کہ اگر 200 لکھیں گے تو ایک لفظ ہوگا لیکن دو سو لکھیں گے تو دو الفاظ۔

سب سے زیادہ مشکل مصادر کی تبدیل شدہ حالتوں کا فیصلہ کرنے میں ہوتی ہے۔ بہت سے الفاظ بظاہر مرکب نظر آتے ہیں لیکن میں انھیں ایک لفظ گنتا ہوں۔ اس کی تاویل یہ سوچی ہے کہ ان کے دو ٹکڑے کریں تو کوئی ایک جز بے معنی ہوجاتا ہے۔

کچھ لوگ نہ کہانی کا مزہ لیتے ہیں، نہ اُس میں چُھپے پیغام پر غور کرتے ہیں۔ ایسے قاری بس لفظ گنتے ہیں اور میرے فارمولے سے ناواقف ہونے کی وجہ سے مطلع کرتے ہیں کہ کہانی میں الفاظ کم یا زیادہ ہیں۔ بہرحال یہ شکایت قابلِ برداشت ہے کہ کہانی میں سو لفظ پورے نہیں، بہ نسبت اِس الزام کے کہ میں سو لفظوں میں کہانی نہیں کہہ سکا۔ کم لفظوں میں پورا قصہ سنانا زیادہ مشکل کام ہے۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

مختصر ترین کہانی

''میں سکھ بننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔
۔۔۔میرا اُسترا واپس کردو مجھے۔''

سعادت حسن منٹو نے تیرہ لفظوں کے اِس افسانے کا عنوان ''استقلال'' رکھا تھا۔

کیا یہ دنیا کی سب سے مختصر کہانی ہے؟

شاید یہ کئی عشروں تک مختصر ترین کہانی رہی ہوگی۔ لیکن جب سے یہ سوال زیادہ پوچھا جانے لگا ہے، کم سے کم لفظوں کی زیادہ سے زیادہ کہانیاں لکھی جانے لگی ہیں۔

امریکی ادیب فریڈرک براؤن نے انگریزی میں ایک کہانی صرف ڈیڑھ سطر میں لکھی تھی۔ دسمبر 1948ء میں پہلی بار شائع ہونے والی یہ کہانی ان الفاظ پر مشتمل ہے۔

The last man on Earth sat alone in a room. There was a knock on the door...

زمین پر آخری آدمی ایک کمرے میں اکیلا بیٹھا تھا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔۔۔

انگریزی میں سترہ الفاظ ہوئے، یعنی منٹو کی کہانی سے زیادہ۔

نو سال بعد رون اسمتھ نے اس کہانی میں لفظ ایک بدلا، مزہ دوبالا کردیا۔

The last man on Earth sat alone in a room. There was a lock on the door...

زمین پر آخری آدمی ایک کمرے میں تنہا پڑا تھا۔ دروازے پر تالا پڑا تھا۔۔۔

اس پر اور بھی حملے کیے گئے ہیں۔ ایک منچلے نے اسے یوں لکھا۔

The last human awakens during door knockers

آخری آدمی کی آنکھ دستک سے کھلی۔

گوئٹے مالا کے ادیب اگسٹو مونٹے روسو کی 1959ء میں چھپنے والی کہانی ''ال ڈائنوساریو'' کو بھی عالم گیر مقبولیت ملی ہے۔

Cuando despert, el dinosaurio todavia estaba alli

اُس کی آنکھ کھلی تو ڈائنوسار ابھی تک وہیں تھا۔

کچھ لوگ ''اُس'' کو دوشیزہ قرار دیتے ہیں اور ڈائنوسار کے لفظ کو Monster سے بدل کر مزہ بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

رابرٹ اسوارٹ وڈ کی ایک کہانی اگرچہ سترہ لفظوں کی ہونے کی وجہ سے اب کسی قطار شمار میں نہیں لیکن یہ وہ کہانی ہے جسے لکھنے کے بعد انھوں نے ہنٹ فکشن کو مرتب کیا۔

اس کا اردو میں عنوان وہی ہے جو اخبارات میں ہوتا ہے۔ ''تصحیح اور وضاحتیں''

It was Fredrick Miller, not his murdered son Matthew, who was executed Monday night at Henshaw Prison.

ہینشا جیل میں پیر کی رات سزائے موت فریڈرک مِلر کو دی گئی تھی، اس کے مقتول بیٹے میتھیو کو نہیں۔

مختصر کہانیاں لکھنے میں ارنیسٹ ہیمنگوے کا بھی کوئی جواب نہیں تھا۔ اس افسانہ نگار کی ذات سے ایک افسانہ یہ منسوب ہے کہ اس نے ایک بار شرط لگا کر دنیا کی سب سے مختصر کہانی لکھی۔ یہ صرف چھ الفاظ پر مشتمل ہے۔

For sale. Baby shoes. Never worn.

برائے فروخت۔ بچے کے جوتے۔ کبھی نہیں پہنے گئے۔

ہیمنگوے نے چھ لفظ اور تین فل اسٹاپ استعمال کیے تھے۔ جولینس ڈیل نے فقط پانچ لفظوں میں گہری بات کہہ ڈالی۔

They buried him deep. Again.

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

انھوں نے اسے گھرا دبایا۔ دوبارہ۔

ایک مختصر کہانی ہم دمِ دیرینہ منصور احمد نے بھی سنائی ہے۔ اس کے مصنف کا نام نہ انھیں معلوم ہوا اور نہ میں ڈھونڈ سکا ہوں۔ لیکن یہاں درج کیے بغیر رہا بھی نہیں جا رہا۔

دو شکاری، ایک چیتا۔ ایک شکاری، ایک چیتا۔ چیتا۔۔۔!

اظہارِ تشکر

اردو میں کسی نئی صنف کو قبولیت مشکل سے ملتی ہے۔ مقبولیت کا مرحلہ بعد میں آتا ہے۔ 100 لفظوں کی کہانی کو اگر کچھ قبولیت ملی ہے تو اِس کی وجہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ نے اِسے گھر گھر پہنچا دیا ہے۔ میں محترم میر شکیل الرحمان کا احسان مند ہوں۔

ڈاکٹر آصف فرخی کا بھی شکریہ واجب ہے جنھوں نے سب سے پہلے اپنے کتابی سلسلے دنیازاد میں 100 لفظوں کی کہانیاں شائع کیں۔

میں ممبئی سے شائع ہونے والے اثبات اور لاہور سے شائع ہونے والے اردو ڈائجسٹ کے ایڈیٹرز کا بھی شکر گزار ہوں، جنھوں نے اپنے پرچوں میں 100 لفظوں کی کہانیوں کے انتخاب شامل کیے۔

راؤ یاسر عابد 100 لفظوں کی ایک کہانی پر مختصر فلم بنا چکے ہیں اور مزید پر کام جاری ہے۔ اُن کا بھی شکریہ۔

کتاب کی تیاری میں اِن دوستوں اور سینئرز کا تعاون حاصل رہا۔

محترم سہیل وڑائچ، اشتیاق علی خان (مرحوم) سیّد حیدر تقی، محمد عرفان، سعید ابراہیم، طارق رحمان فضلی

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

سن کے مرا فسانہ انھیں لطف آگیا
سنتا ہوں اب کہ روز طلب قصہ خواں کی ہے
داغ

درخت

چچا کے پاس سنانے کو بہت کہانیاں تھیں
لیکن کسی کے پاس وہ کہانیاں سننے کا وقت نہیں تھا۔
چچا بیمار پڑ گئے۔
انتقال سے پہلے انھوں نے آبائی زمین پر ایک پودا لگایا۔
انتقال کے بعد وصیت کے مطابق انھیں وہیں دفن کیا گیا۔
کئی سال بعد میں چچا کی قبر پر گیا۔
تب تک وہ پودا درخت بن چکا تھا۔
میں نے غور کیا، وہ لفظوں کا درخت تھا۔
ہوا چلی تو ایک پتا نیچے گرا۔
اُس پر سو لفظوں کی کہانی درج تھی۔
اب میں روز اُس درخت کو پانی دیتا ہوں،
روز ایک پتا توڑ لیتا ہوں۔

7 مئی 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

دُھلائی

''آپ واشنگ مشین کب ٹھیک کروائیں گے؟''

میری بیوی روزانہ یہ سوال پوچھتی تھی۔

میرے پاس فرصت کہاں!

میں نے کپڑے دھونے کے لیے ملازمہ کا بندوبست کر دیا

لیکن بیوی روز پوچھتی تھی، ''واشنگ مشین کب ٹھیک کروائیں گے؟''

ملازمہ گاؤں گئی تو کپڑے لانڈری بھجوانا شروع کر دیے

لیکن بیوی روز پوچھتی تھی، ''واشنگ مشین کب ٹھیک کروائیں گے؟''

آخر تنگ آ کر میں نئی واشنگ مشین لے آیا۔

بیوی بہت خوش ہوئی۔ پھر پوچھا،

''پڑوسن ضرورت مند ہے۔

پرانی واشنگ مشین اُسے دے دوں۔''

میں نے کہا، ''ہاں، دے دو۔''

بیوی بولی،

''خراب کیسے دے دوں؟ ٹھیک کب کروائیں گے؟''

4 جنوری 2015

قربانی

آج میری بیٹی کرن کی سال گرہ ہے۔

میں نے کل اُس سے پوچھا، ''تحفے میں کیا چاہیے؟''

کرن نے کہا،

''تحفہ نہیں چاہیے۔ آپ کیش دے دیں۔''

میں نے پانچ سو دے دیے۔

کرن نے نوٹ سنبھال کر کہا،

''پاپا! میری ایک سہیلی کی شادی ہے۔

اُس کے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔

سب سہیلیاں جہیز کا سامان جمع کر رہی ہیں۔

آپ کچھ اور پیسے دے سکتے ہیں؟''

میں ہچکچایا،

''میرے پاس بقرعید کے لیے پچاس ہزار روپے ہیں۔

لیکن اگر وہ دے دیے تو قربانی نہیں ہو سکے گی۔''

کرن نے کہا،

''تو پھر قربانی کسے کہتے ہیں؟''

18 ستمبر 2015

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

خون

"پھل کھانے سے خون بنتا ہے۔"

میں نے اپنے بیٹے حسین کو بتایا۔ وہ مسکرا دیا۔

آج اُس کی سال گرہ ہے۔

کیک کاٹنے کے بعد میں نے اُس سے کہا کہ پھل کھاؤ۔

اُس نے میرا دل رکھنے کو ایک آم کھا لیا۔

میں نے اُسے کتابوں کا تحفہ اور پانچ سو روپے دیے۔

وہ خوش ہو گیا۔

شام کو میں بازار گیا تو کیا دیکھا،

حسین کئی بچوں کے ساتھ ایک ٹھیلے پر کھڑا تھا۔

کُوڑا چننے والے وہ بچے آم کھا رہے تھے۔

میں نے خفا ہو کر اُسے پکارا، "حسین!"

حسین نے جلدی سے کہا،

"پھل کھلانے سے خون بڑھتا ہے۔"

15 جولائی 2015

سب نے رد کر دیا تو پھر میں نے
اپنے ہونے کا اعتبار کیا
احمد نوید

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

بے خواب

ایک صبح میری آنکھ کھلی تو خود کو محل میں پایا۔
میں ایک دن کے لیے بادشاہ تھا۔
اگلی صبح بیدار ہوا تو جھونپڑی میں تھا۔
وہ دن فاقے میں گزرا۔
میرے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا۔
کسی دن جاگتا تو خود کو منصف دیکھتا،
کسی دن مجرم۔
کسی دن ہوش آتا تو پردے دار معشوق ہوتا،
کسی دن جنگلوں میں پھرتا ہوا مجنوں۔
کسی دن خود کو ماہر فلکیات پاتا،
کسی دن نئی دنیاؤں کے بارے میں سوچنے والا شاعر۔
پھر ایک دن میری آنکھ کھلی تو خود کو عرش پر پایا۔
اس دن کے بعد سے نہیں سویا۔

یہ کہانی ناقابلِ اشاعت قرار پائی۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ

''سارے مسلمان ایک طرف ہو جائیں اور اقلیتیں دوسری طرف۔''
میں نے شناختی کارڈ بنوانے والوں کی قطار کے سامنے آواز لگائی۔
سردار ٹوبہ ٹیک سنگھ کو بہت برا لگا۔
''کیا مطلب اقلیت؟ خان! میں پورا پاکستانی ہوں۔''
میں نے سُنی اَن سُنی کر دی۔
یہ چھ مہینے پرانی بات ہے۔
گزشتہ ماہ میری عارضی سرکاری ملازمت کا کنٹریکٹ ختم ہو گیا۔
کل میں ایک نجی ادارے میں انٹرویو دینے والوں کی قطار میں کھڑا تھا۔
پتا چلا، سردار ٹوبہ ٹیک سنگھ اُدھر بڑے افسر ہیں۔
وہ قطار کے سامنے آئے اور آواز لگائی،
''سارے پنجابی ایک طرف ہو جائیں اور اقلیتیں دوسری طرف۔''

یہ کہانی ناقابلِ اشاعت قرار پائی۔

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

کمان

اتفاق سے نئے آرمی چیف، نئے چیف جسٹس
اور نئے وزیر اعظم نے ایک ہی دن انتظام سنبھالنا تھا۔
اس شام ایوان صدر میں مشترکہ تقریب ہوئی۔
پہلے دونوں جرنیل اسٹیج پر آئے۔
ایک نے اپنی چھڑی دوسرے کے حوالے کر دی۔
سب مہمانوں نے تالیاں بجائیں۔
پھر دونوں جج آئے۔
ایک نے اپنا ترازو دوسرے کے حوالے کر دیا۔
مہمانوں نے پھر تالیاں بجائیں۔
اس کے بعد میں اور نومنتخب وزیر اعظم اسٹیج پر گئے۔
میں نے ایک کلہاڑا اس کے حوالے کیا۔
"یہ کس لیے؟" اس نے پوچھا۔
میں نے کہا، "جب جی چاہے، اپنے پیر پر مار لینا۔"

یہ کہانی ناقابلِ اشاعت قرار پائی۔

ہدف

ہم نے اُس راکٹ میں اناج کی بیسیوں بوریاں رکھ دیں۔
پھر بھی بہت سی جگہ خالی رہ گئی۔
ہم نے اُس راکٹ میں کپڑے کے سیکڑوں تھان رکھ دیے۔
پھر بھی بہت سی جگہ خالی رہ گئی۔
ہم نے اُس راکٹ میں ہزاروں درسی کتابیں رکھ دیں۔
پھر بھی بہت سی جگہ خالی رہ گئی۔
ہم نے اُس راکٹ میں ہزاروں کھلونے رکھ دیے۔
اب وہ بھرا بھرا لگنے لگا۔
ہم نے راکٹ کے نیچے آگ لگا کے اُسے چلا دیا۔
وہ ٹھیک نشانے پر جا لگا۔
اگلے دن تمام اخبارات نے شہ سرخی جمائی:
'جدید ایٹمی میزائل کا کامیاب تجربہ'

یہ کہانی ناقابلِ اشاعت قرار پائی۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

www.urdukutabkhanapk.blogspot.com

ہدف

ہم نے اُس راکٹ میں اناج کی بیسیوں بوریاں رکھ دیں۔
پھر بھی بہت سی جگہ خالی رہ گئی۔
ہم نے اُس راکٹ میں کپڑے کے سیکڑوں تھان رکھ دیے۔
پھر بھی بہت سی جگہ خالی رہ گئی۔
ہم نے اُس راکٹ میں ہزاروں درسی کتابیں رکھ دیں۔
پھر بھی بہت سی جگہ خالی رہ گئی۔
ہم نے اُس راکٹ میں ہزاروں کھلونے رکھ دیے۔
اب وہ بھرا بھرا لگنے لگا۔
ہم نے راکٹ کے نیچے آگ لگا کے اُسے چلا دیا۔
وہ ٹھیک نشانے پر جا لگا۔
اگلے دن تمام اخبارات نے شہ سرخی جمائی:
'جدید ایٹمی میزائل کا کام یاب تجربہ'

یہ کہانی ناقابلِ اشاعت قرار پائی۔

urdukutabkhanapk.blogspot.com

نسخہ

میں جان بوجھ کر راستہ بھول گیا تھا۔
یہ نہ پوچھیے گا، کیوں؟
حضرت خضر بھٹک جانے والوں کو راستہ دکھانے آتے ہیں نا!
وہ آئے تو میں نے دامن پکڑ لیا اور کہا،
''سنا ہے کہ آپ کو آبِ حیات کا علم ہے۔
میں بھی بہت دیر تک زندہ رہنا چاہتا ہوں۔
مجھے تھوڑا سا آبِ حیات دے دیجیے۔''
انھوں نے ایک پیالہ عرق میرے حوالے کیا۔
میں نے معائنہ کر کے کہا،
''یہ پانی تو نہیں، روشنائی معلوم ہوتی ہے۔''
''بالکل سچ۔'' وہ بولے،
''یہی آبِ حیات ہے۔
اِس سے ایک اچھی سی کتاب لکھو اور دیر تک جیتے رہو۔''

9 789695 681312

شہرزاد
SCHEHERZADE

WWW.BOOKMAZA.COM